ہزار زنار + وان طرہ و آن عذار مہوش + موئین دامی بدست آتش + آنرا کہ بزخم غمزہ دلسوخت + نرا بریشم طرہ زخم او دوخت + چشمش کہ چو فتنہ مست خفتہ + صد فتنہ در آنشیمن نہفتہ + از شرم نگندہ پردہ در پیش + در روز ندیدہ سایہ خویش + در پردہ بصد ہزار بازی + در پردہ دری و پردہ سازی + جز آئنہ کس ندیدہ رنگش + جز سرمہ ندیدہ چشم سنگش + پیشانی غمزہ ناز در ناز + ابرو بکرشمہ راز در راز + بودند قبیلہ و تبارش + حیرت زدگان کار و بارش + برہمن نے پرتہال کو بدیدۂ بصیرت دیکھکر کہا ای فرزند حسن تیرا حیرت بخش بینندہ ہے اخلاق خوب اور اطوار مرغوب تجھسے ظاہر اور ہویدا ہوتے ہین اور یہ احوال دلالت تیرے نیک عاقبت پر رکھتا ہے

بیت

می شنیدم کہ جان جانانے + چون بدیدم ہزار چندانے +

اور چونکہ برہمن علم موسیقی مین مہارت تمام رکھتا تھا اور اکثر سازون کو خوب بجاتا تھا اُس زہرہ جبین کو اپنے پاس بٹھا کر جنتر اور سر منڈل بجایا چونکہ وہ سراپا حسن و دلبری اس فن کیطرف رغبت تمام رکھتی تھی اُسکے حسن وسلوک اور اختلاط سے نہایت محظوظ ہوئی سچ ہے جو گانے والے شہرۂ آفاق گانے کے مشتاق خوش آواز نغمہ پرداز ہوتے ہین جن و انس کے ہوش وحواس کھوتے ہین قصہ کوتاہ برہمن یرغن ایک سال زرگر کے مکان مین مقیم رہا اور اُس غنچہ دہن غرق دریاے حیا ہمہ تن کے لوازم تعلیم مین تقصیر نہ کی اور پرتہال بھی جیساکہ شیوۂ شاگردان نیک نہاد کا ہے از روے اخلاص واعتقاد اُسکی پرستاری مین کہ ایک تو برہمن اور دوسرے اُستاد تھا حاضر رہتی اور ہنرون کو حاصل کرکے اُس درخت بارور سے ایک میوہ نہ چھوڑا اور برہمن پرتہال کو علم موسیقی مین صاحب کمال دیکھکر رخصت ہوا اور بیجانگر کیطرف جاکر پرتہال کے حسن وجمال کا افسانہ ہر ایک امیر کے سامنے بیان کرنے لگا ناگاہ بیخبر دیوراے نے سُنی برہمن کو بلاکر داستان اُس پریزن معرکہ اصلیت کی استفسار کی برہمن نے آخر یا کہکر اسطور سے بیان حالات وکیفیات کیا کہ آتش عشق دیوراے کے مجمر سینہ مین بافروختہ ہوئی صبر و قرار فرار ہوا ضبط وتحمل سینہ سے دور ہوا مے الفت کے نشہ مین چور ہوا صورت تصویر وہ دام الفت کا اسیر سکتے کے عالم مین رہگیا برہمن کو آغوش محبت مین کھینچکر بعد الطف بزرگانہ نوازش فرمائی اور برہمن کے ہاتھ پدک مرصع اور نقود فراوان کہ کسی کو اُس سے خبر نہ تھی مدکل کیطرف روانہ کیا اور برہمن کو فہمائش کی کہ جس حیلہ سے ممکن ہو اُس پری پیکر کے ماں باپ کو ایثار نقود آدم فریب سے خوشنود کرکے اور وعدہ خطاب رانی اور بزرگی کا اُس غارتگر دولت امن و امان کی گوش زد کرکے پدک مرصع یعنے مالا اُسکی گردن مین ڈال اور بیجانگر کے تحائفون کے تیرتھ کے بہانے راے عالم آراے کی بارگاہ مین پہونچا برہمن اس خدمت کو ترقی درجات کا سبب جانکر بجناح استعجال اُسطرف روانہ ہوا اور ہر ایک قدم مین ہزارون جال خیال کے اور لاکھوا افسانہ فسون حصول مقصد کیواسطے درست کرتا تھا یہانتک پہونچا کہ وہ مرغ زرین بال طاؤس خرام شاخسار اشجار اُس قطعہ زمین پر آشیانہ رکھتا تھا اول اپنا آنا دوستون اور آشناؤن کے اشتیاق دید دیکھنے کا بہانہ کیا اور پھر دو تین دن کے بعد مقدمہ فریب کو ترتیب دیکر اُس کام مین سحر کاری کی اور پرتہال کے ماں باپ راے صاحب اقبال کے پیغام سے آپکو ہفت خرگاہ مباہی پر دیکھکر شادان اور نازان ہوے اور اس معنی کو قبول کیا اُسکے بعد برہمن نے بامید واری تمام پدک مرصع اسباب کے درمیان سے برآوردہ کرکے ماں باپ کی تجویز سے چاہا کہ لڑکی کی گردن مین ڈالے لڑکی نے اُسکے قبول سے سرا سر اعراض کیا اور اُسکی طرف اصلا خیال نکرکے جواب دیا کہ راے بیجانگر کا دستور ہے کہ جس لڑکی کو اپنے حرم سرا مین جگہ دیتا ہے دوسری مرتبہ ماں باپ و عزیز و اقارب کی ملاقات کیواسطے رخصت نکرکے دیدار کا

وعدۂ قیامت پر ڈالتا ہو اگر تم مجھسے بیزار ہوا ور مجھے اس حقیر متاع دنیوی کے عوض فروخت کرتے ہو میں تمسے بیزار نہین
ہون اور یہ بھی نہین چاہتی کہ راے بیجانگر کے محبس مین قید ہوکر تمھاری ملاقات سے محروم مطلق ہون اور جب
ماں باپ اور استادونے اسکے پذیرا کرنے مین منت والحاح حد سے زیادہ کرکے وسوسہ بہت کیے دختر لاعلاج ہوکر کلمۂ الخیر کہ
مرد راستی سے ہو درمیان مین لائی اور زبان جوہر فشان سے کہا کہ مجھے سروش اقبال اور مخبر بخت نے یہ بشارت
فیض اشارت دی ہو کہا بنے براے کی بے محنت و مشقت شرف اسلام سے مشرف ہوکر اسی دیار مین ایام عسرت عشرت
سے مبدل ہونگے لازم کہ تم بھی پانون دامن صبر مین کھینچکر منتظر عنایات غیبی اور فیوضات لاریبی رہو اور راے بیجانگر کے اس
متاع فرستادہ پر کہ فی الحقیقۃ مایۂ غم والم ہو فریفتہ نہو اپنے تئین اور مجھے بلا مین مبتلا نکرو یہ سنکر برہمن خاک ناامیدی اپنے
چہرۂ بخت پر ڈالکر بیجانگر کیطرف راہی ہوا اور راے دیو کے حضور مین حاضر ہوکر قصہ ماں باپ کی رضامندی اور لڑکی
کے انکار کا کہہ سنایا دیوراے قانون طرب کو ساز امید سے پھینک کرنے بیقراری کو دم آتشین سے بجانے لگا اور
حیات مستعار سے سیر ہوکر آب خوشگوار زندگانی کو مذاق جان مین تلخ کیا اور جہان کو آتشکدہ سمجھکر قرین سوز و گداز ہوا
نظم در عشق بجز گداختن نیست + این سوختن است ساختن نیست + این عشق کہ ہست بخود از خویش + نشناسد و نہ درویش + بایست اھد بلند بستی + ہان پاے منہ لغزرت رستی + القصہ جب خار عشق ناشکیبائی لوہار
کے سینۂ عافیت مین چبھا سررشتۂ عزم و ہوشیاری کا اسکے ہاتھ سے گیا اور دفتر عہد و پیمان سابق کا آب نسیان سے دھویا اور
فرش آسودگی اور امان کا لپیٹا غرضکہ اسی عرصہ مین سیر و شکار کے بہانہ بیجانگر سے مع فوج دریا موج برآمد ہوا جب آب تمندرہ کے
ساحل پر پہونچا عنان عقل جنون کے ہاتھ مین دیکر انجام نسوچا ہر چند مصاحبان گستاخ مانع آئے فائدہ نبخشا مع پانچ ہزار سوار
اور پیادے جرار بیشمار کے آب تمندرہ سے عبور کرکے حکم دیا کہ کسی امر کیطرف توجہ نکرکے شب و روز قطع مسافت اور سرعت
سے کام رکھو اور ولایت مدکل مین پہونچکر قریہ پرتھال کو محاصرہ کرکے اُس آہوے وحشی یعنی پرتھال کو دستیاب کرکے
مراجعت کرو اور چونکہ رشتۂ عقل ہاتھ سے دیا تھا یہ نکیا کہ برہمن کو پیشتر روانہ کرکے پرتھال کے ماں باپ کو مخفی حقیقت
حال سے مطلع کرتا تو لشکر کے پہونچنے سے کسیطرح کے ہراس کو اپنے دلمین راہ نہ دیتے اور امیدوار ہوکر اُس مقام مین
رحلت اقامت ڈالتے اسواسطے کہ اُس لشکر بیداد اثر کے پہونچنے سے ایکدن پیشتر خبر اُس ولایت کے باشندون کے
گوش زد ہوئی تھی ماں باپ پرتھال کے باتفاق دختر و ہان کے تمام آدمیون کو لیکر جاے دوردست مین بھاگ گئے تھے اور
مردم دیوراے وہ حالت مشاہدہ کرکے نومیدی کی خاک اپنے سرون پر اڑانے لگے بیت اینست زبخت بد نمونہ + فریاد
زبخت واژگونہ + اور معاودت کیوقت جیسا کہ رسم سپاہ ہو سلطان فیروز شاہ کی مملکت مین بیجا دست اندازی کرکے بہت
سے قریہ اور قصبہ تاخت و تاراج سے خاک سیاہ کیے اور فولاد خان وہان کے ناظم نے اس معاملہ سے خبردار ہوکر فوج قلیل سے
تعاقب کیا اور رو و تعاقب کرنیوالون کی قلت پر نظر کرکے آب تمندرہ کے اطراف مین مشغول کارزار و سرگرم پیکار ہوے
کوئی کسب اور فن سپہگری کا ایسا نہ تھا جو سر میدان اُنسے ظاہر نہوا لیکن فولاد خان نے پیچھے ہٹا کر اُسکی جمعیت کو درہم برہم کیا
اور ہفتہ عشرہ مین لشکر اور جمع کرکے اُنکے کوچ کیوقت تاخت لایا اس سبب سے کہ پریشان جاتے تھے شکست فاش پائی
دو ہزار ہندو قتل ہوے اور جب اخبار نویسون نے یہ خبر سلطان فیروز شاہ کو پہونچائی اُسیوقت احضار لشکر اطراف کا حکم دیا
بعد تو افسرون اور غازیون نے مین ملک فیروز آباد مین خیمہ و خرگاہ برپا کیا فیروز آباد کو نگار چین کا نمونہ بلکہ اُس سے

دو ناکیا سلطان فیروزشاہ بسعادت سعید اوائل موسم زمستان ۸۰۶ھ آٹھ سو چھ ہجری مین بعظمت وشوکت بادشاہان ذوی الاقتدار پاے فتح ونصرت رکاب مین لایا بیت زہے بگرفتہ از مہ تا بماہی ٭ سپاہ دولت فیروزشاہی ٭ اوراُسوقت بیجانگر کی طرف روانہ ہوا کہ دیورائے وہان کے قلعہ مین قلعہ بند ہوا تھا چاہا کہ بجبر وقہر اوس شہر مین داخل ہوکر مسخر اور مفتوح کرے دیورائے مقام مدافع مین ہوا کرناٹکیان کہ اکثر داخل بعضے محالات شہر مین ہوئے تھے راستے گھیر کر اہل اسلام کے سنگ راہ ہوئے اور مزاحمت پہونچائی اُسوقت تمام مسلمان شہر سے برآمد ہوئے اور شہر کے باہر گئے دیورائے کہ صولت وشوکت اپنے باپ سے افزون رکھتا تھا قلعہ سے برآمد ہوکر حصار کی پناہ مین ایستادہ ہوا اور طرفین سے افواج آراستہ ہوکر تیراندازی اور برق اندازی مین مشغول ہوئی اور لشکر اسلام اس سبب سے کہ اپنے گھوڑے بیجانگر کے سنگلاخ اور نشیب وفراز کے باعث بفراغت تمام جولان نہ کرسکتے تھے آثار عجز اُنکے چہرۂ حال سے مشاہدہ ہوئے کہ ناگاہ ایک تیر سلطان فیروزشاہ کے دست حق پرست مین آیا اور حضرت نے اضطراب نہ کرکے تیر اپنے ہاتھ سے نکالا اور تیور پر بل نہ آیا اور باطمینان تمام خانۂ زین پر زخم کو باندھا اور اسکے اخفا کے واسطے اپنے مقربون کو نصیحت کی اور احمد خان خانخانان روز بروز بازو جسطرح سے ہوسکا لڑائی جنگ بیجانگریون کے مقابلہ سے کنارہ کرکے صحراے ہموار اور مسطح مین فرودکش ہوا اور اسقدر قیام کیا کہ زخمداران معرکہ شاہ وسپاہ سے صحیح وسالم ہوئے اُسوقت تسخیر بیجانگر قطع نظر کرکے امیرالامرا احمد خان خانخانان کہ ہمراہ میان سدھو سرنوبت مع دس ہزار سوار ممالک جنوبی بیجانگر کے تاخت وتاراج کیواسطے تعین کیا اور میر فضل اللہ انجو شیرازی کو مع لشکر برار قلعہ بیکاپور کے محاصرہ کو جو قلاع مشہورہ کرناٹک سے ہے مامور کیا اور خود دغدغہ سے اور ضرب زن دو لشکر مین کھینچکر کمال ہوشیاری سے دیورائے کے مقابل ٹھیرا اور اس عرصہ مین لشکر اسلام اور کفار کے درمیان اس جنگ مذکورہ کے علاوہ آٹھ معرکہ اور وقوع مین آئے تھے اور تائید ایزدی سے تمام معرکون مین فتح وفیروزی سلطان فیروزشاہ کے شامل حال تھی اس سبب سے دیورائے نے شاہان گجرات کے پاس ایلچی بھیجکر مدد طلب کی اور چار مہینے کے عرصہ تک سلطان دیورائے کے مقابل رہا اور احمد خان خانخانان بلاد کرناٹک کی تاخت وخرابی مین مشغول تھا اور میر فضل اللہ انجو نے فرصت پاکر بخاطر جمع قلعہ بیکاپور کو مع توابع اور مضافات بجبر وقہر مسخر اور مفتوح کیا اور حکم کے موافق وہ قلعہ میان سدھو کو وہان سے قریب تھا سپرد کرکے خود مع خیل وحشم سلطان کی ملازمت مین حاضر آیا اور احمد خان خانخانان بھی اکثر ممالک کو خراب کرکے اور ساٹھ ہزار لڑکے اور لڑکیان ہنود کی اسیر کرکے مع غنیمت بسیار بھائی کی خدمت مین مشرف ہوا اور اس خدمت کے صلہ مین سب فراخور حال نوازش پاکر خوشنود اور خورسند ہوئے اور جس روز کہ اس فتوح کے واسطے ایک جشن عظیم ترتیب ہوا تھا سلطان فیروزشاہ نے اعیان سلطنت اور ارکان مملکت سے مشورہ طلب کیا بعد گفتگو کے مدار یہ تجویز ہوئی کہ احمد خان خانخانان دیورائے کے مقابل جاکر گرم دغا ہوا اور سلطان مع میر فضل اللہ و دیگر امرا قلعہ اودنی کی تسخیر کے قصد مین کہ ملاذ وملجاے کرناٹکیان کا تھا اور اوس قلعہ سے سنگین محکم زیادہ نہ رکھتے تھے روانہ ہوا اور یہ خبر وحشت اثر اسوقت دیورائے کے گوش زد ہوئی کہ وہ مدد پہونچنے شاہان گجرات ومالوہ اور خاندیس سے نا امید اور مایوس ہوا تھا دریاے حیرت مین غرق ہوا لیکن ارکان دولت کی ہدایت سے قبل اسکے کہ سلطان فیروزشاہ کوچ کرکے اودنی کیطرف توجہ کرے ایک جماعت اپنے معتمدین سے مسلمانون کے سار دمین بھیجی اور وہ میر فضل اللہ انجو کے ذریعہ سے سلطان کی پابوسی

مشرف ہوئی اور صلح کی درخواست کی لیکن پہلے معرض قبول مین نہ پڑی آخر میر فضل اللہ انجو کی سفارش سے اس مشروط
پر پذیرا ہوئی کہ اول دیورا سے بہرحال مسال اپنی دختر سلطان بلند اختر کو نذر کرے پھر دس لاکھ ہون اور پانچ من مروارید
اور پچاس زنجیر فیل نامی اور دو ہزار کنیز و غلام خوانندہ اور سازندہ اور رقاص بطور پیشکش اور قلعہ بنکاپور باوجود اسکے کہ
اہل بیجانگر کے تصرف مین ہے اُسکو اشیاے جہیز عروسی مین حساب کرے تو دوبارہ اس قلعہ کے بارہ گفتگو نہ ہووے اگرچہ اُس
زمانہ تک کسی اعیان کرناٹک نے بیٹی اپنی ابناے جنس کے سوا نہ دی تھی اور یہ امر نہایت کراہت دینے والا انکی طبیعت کا ہوتا تھا
آخرکار ناچار قضیہ منعکس شادی پر اور صلح طریقۂ دامادی پر سلطان فیروز شاہ نے ایوان نرم کو میدان رزم سے بدلا اور
طرفین لوازم جشن و طوی مین مشغول ہوئے اور چالیس دن بیجانگر سے اُردوے سلطان تک کہ سات فرسخ تھا رستہ کے دو طرف
دوکانین آراستہ رہین ہنرمندان ہندو و مسلمان اُس مسافت مین قسم قسم کی نعمتین ظہور مین لائے اور ارباب نشاط اور بازیگرون نے
اپنے ہنر کے ظاہر کرنے مین تقصیر نہ کی اور احمد خان خانخانان اور میر فضل اللہ انجو جو کچھ قاعدہ اور لازمہ دامادی کا ہے بیجانگر کی
طرف لیگئے بعد ایک ہفتہ عروس مع جہیز فراوان و دیگر لوازمات اردو مین پیشکش پہونچایا اور سلطان فیروز شاہ نے تیر کام
اور خوشدل ہوکر دروازہ گنج مقصود کا کھولا اور حظ نفسانی و لطف زندگانی کا فراُٹھایا دیورا سے نے ابواب
مقالب کہ عبارت خصوصیت و اتحاد سے اپنے زمانہ کے منھ پر مفتوح دیکھکر تمہید مقدمات ملاقات کی اور سلطان فیروز شاہ نے
جرأت کرکے اردو کا انتظام احمد خان خانخانان کے سپرد کیا اور خود دم سحر اسعد کر و فر باتفاق عروس شہر بیجانگر کیطرف
متوجہ ہوا دیورا سے لوازم استقبال اور مراسم پیشوائی بجا لایا اور شہر کے دروازہ سے دارالامارہ تک کہ تین فرسخ کے
قریب تھا مخمل اور اطلس و زرنتجر اور قماشہ نفیسہ کے پا انداز بچھائے اور وہ دو نو بادشاہ عنان بعنان جب شہر مین داخل ہوئے
دو طرفہ عورتون اور لڑکون صاحب حسن و جمال نے رستے کیطرف سے جو پیشتر خود را سے تھا طبقہاے گل طلا و نقرہ کے نثار
کیے اور اسکے بعد بیجانگری رعیت اور سپاہ زن و مرد سب سیر و تماشے کیواسطے ہجوم کرکے اپنے بقدر استطاعت و مقدرت
لوازم تصدقات بجا لائے اور جب اوس میدان سے کہ شہر کے وسط حقیقی مین واقع تھا ہوکر کے دارالامارہ کیطرف متوجہ ہوئے
دیورا سے کے قرابتی اور اعزا فوج فوج دونون طرف سے کوچہ و بازار مین رسوم نثار بجا لاتے تھے اور پیادہ پا جلو مین جاتے
تھے جب دارالامارہ کے دروازہ تک پہونچے اور وہان دونون صاحب اقبال خانہ زین سے اُترے پالکی مرصع کا بجواہر نفیسہ
دیورا سے کی سرکار سے لائے اور سلطان فیروز شاہ کو اُسپر سوار کرکے اُس مقام تک کہ عروس و داماد کیواسطے آراستہ تھا
اسیطرح سے لیگئے اور دیورا سے اسواسطے کہ دولہا اور دولہن ایک مجلس مین صحبت رکھین سلطان فیروز شاہ کو وداع کرکے
اپنے محل مین گیا اور تیسرے دن جب سلطان فیروز شاہ عازم مراجعت ہوا دیورا سے تکلف شاہانہ درمیان مین لایا اور سقدر
اشیاے نفیسہ پیشکش کیے کہ جہیز سے اول سے مضاعف ہوئین اور مشایعت کے طریق چار فرسخ اسکے ہمراہ گیا اور اثنائے
سواری مین کچھ بیتی اور موافقت کے بارہ مین کنھری بولی مین جو کچھ عرض کرنا تھا مذکور کیا اور جب رخصت حاصل ہوئی
پلٹ گیا سلطان فیروز شاہ اس امر سے رنجیدہ خاطر ہوا اور میر فضل اللہ انجو سے کہا کہ شرط وہ تھی کہ دیورا سے مابدولت
و اقبال کو لشکرگاہ تک پہونچاکر معاودت کرتا انشاء اللہ تعالے اسکا انتقام اُس سے لونگا اور یہ خبر دیورا سے کو پہونچی
وہ بھی حرف ناخوش زبان پر لایا القصہ باوصف اس پیوند و نسبت کے غبار ملال سلطان کے آئینہ دل سے دور نہوا اور
صفاے ہم نہ پہونچی سلطان فیروزآباد کیطرف متوجہ ہوا اور حکم دیا کہ ایک جماعت مدکل مین جاکر پرتال کو مع ماں باپ اسکے

درگاہ مین حاضر کرین اور بعد احضار اُس دختر کو بصفات مذکورہ دیکھکر زبان اپنی تعریف و توصیف مین کھولی اور
از روے انصاف فرمایا مین ضعیف اور پیر ہون اور یہ دختر جوان مناسب یہ ہی کہ اسے اپنے بیٹے حسن خان
کو ارزانی رکھون کہ اسکا بھی آغاز شباب جوانی ہی پھر اُسکے ماں باپ کو نقود فراوان اور تفویض قریت سکن
اُنکا تھا مسرور اور مبتہج کیا اور پیر تھال کو اپنی پھوپھی کے سپرد کرکے اسباب جشن طوی اور جمیع لوازم عروسی کے
سامان کا حکم دیا پھر بآئین دختران شاہان اسکا عقد باندھکر سہرا زوجات حسن خان سے کیا اور علومت پیرتھال
نے اپنا کام کرکے احسن وجہ سے اپنے مطلب کو پہونچے اور ۸۱۰ آٹھ سو دس ہجری مین سلطان فیروز شاہ نے علم ریاضی اور
ہندسہ سے وقوف تمام رکھتا تھا اور بہرآمد علماے زمانہ اسکے دربار مین جمع تھے حکم فرمایا کہ بالاگھاٹ دولت آباد مین
رصد تیار کرین اس صورت مین حکیم حسن گیلانی اور سید محمد گازرونی کو مزید دانش اور امتیاز رکھتے تھے مع جمیع علما رصد
کی تیاری مین مشغول ہوئے لیکن بسبب موانع کے کہ ایک انمین سے وفات حکیم حسن گیلانی کی ہوئی رصد تمام نہوئی
وہ کام ناتمام رہا ۸۱۵ آٹھ سو پندرہ ہجری مین سلطان نے شکار کے بہانے ولایت گوندوارہ مین جاکر تین سو ہاتھی لیے اور
اس مملکت کی تاراجی اور پائمالی کے بعد لوازم جہاد بجالایا اور پھر مرکز دولت کیطرف مراجعت کی اور انھین سنوات
مین مخبران سعادت نشان نے فیروزآباد مین سمع مبارک مین پہونچایا کہ دہلی کیطرف سے ایک سید عالی مقام عالی
احترام میر سید گیسو دراز دکن مین رونق افزا ہو کر حسن آباد گلبرگہ کے اطراف مین پہونچے ہین بیت چراغی زشمع نبی
تافتہ * کہ خورشید وسہ نور از و یافتہ * سلطان فیروز شاہ کہ ہمیشہ سے مردم عزیز کا خواہان تھا اس بشارت سے نہایت
شاد ہوا اور فیروزآباد سے حسن آباد گلبرگہ مین آیا جمیع امرا اور ارکان دولت اور اولاد کو استقبال کیواسطے بھیجا اور اعزاز
و اکرام تمام شہر مین لائے لیکن سلطان فیروز شاہ حکیم طبیعت تھا جب سید محمد گیسو دراز کو علم ظاہری میں خصوصیت معقولات
سے خالی دیکھا اسقدر توجہ نہ کی مگر احمد خان خانخانان نے بھائی کے برخلاف اعتقاد تمام سید سے پیدا کیا اور ایک خانقاہ
دیانکو واسطے زر کثیر صرف کرکے تیار کی اور اکثر اوقات انکی مجلس شریف مین حاضر ہوکر انکے سخنان مقصود سے محظوظ
اور بہرہ مند ہوتا تھا اور جسوقت کہ محفل سماع یعنے راگ کی ہوتی تھی حاضر ہوکر درویشان خانقاہ کو اقسام احسان
سے سرفراز کرتا تھا غرضکہ ۸۱۸ آٹھ سو اٹھارہ ہجری مین سلطان نے اپنے بڑے بیٹے حسن خان کو جو شاہزادہ عیاش اور
خفیف العقل تھا ولیعہد کرکے تاج اور ٹیکا شاہانہ اور چتر اور سراپردہ سیاہ اور ہاتھی اور تخت عنایت فرمایا اور عظماے
درگاہ سے اسکی بیعت لیکر آدمی سید محمد گیسو دراز کے پاس بھیجا کہ اسکے حق مین دعاے خیر کرے اور فاتحہ پڑھے
سید نے جواب دیا کہ جب تخت شاہی اوسے دی ہی فقیر کی دعا اور فاتحہ کی کیا حاجت ہی سلطان فیروز شاہ نے
دوبارہ آدمی بھیجکر اس بارہ مین الحاح یعنے مبالغہ کیا سید نے فرمایا عالم بالا سے تاج شاہی تیرے بعد تیرے بھائی احمد خان
خانخانان کے نامزد ہوا ہی اس بارہ مین کوشش کرنی بیفائدہ ہی سلطان اس بات سے بہت رنجیدہ اور متالم ہوا اور
آثار رنجش کے ظاہر کیے اور یہ پیغام دیا کہ تمھاری خانقاہ قلعہ کے نزدیک ہی اور اژدحام خلق کا ہوتا ہی شہر سے باہر تشریف
لیجائیے سید محمد گیسو دراز ناچار ہوکر مع اپنے اہل و عیال بلدہ حسن آباد گلبرگہ سے برآمد ہوئے اور شہر کے کنارے
اُس مقام پر کہ بالفعل مزار اُنکا ہی فرو کش ہوئے اور اُنکے مریدوں نے ہجوم کرکے ایک مکان نہایت پر تکلف
اور معقول اُنکے واسطے تعمیر کیا اور ۸۲۰ آٹھ سو بیس ہجری مین سلطان فیروز شاہ نے ایلچی راے ملنگ کے پاس بھیجکر باج خراج

٨١٥

٨٢٨

چند سالہ طلب کیا اور سنے اطاعت کرکے زرنقد وجنس اسقدر ارسال رکھا کہ باعث تسلی خاطر اشرف دہمایون ہوا
اور واسطہ سال مذکور مین قلعہ بالکل کی تسخیر کیواسطے کہ ان دونون مین ساتھ ملکنڈہ کے شہرت رکھتا تھا اور قلعہ
بیدر سے اُس مقام تک اسی فرسخ کی مسافت ہی قاصد ہوکر اُس طرف فوج کش ہوا اور خویشی اور قرابت کو ایک
طرف رکھا کوچ پر کوچ اُس قلعہ کے اطراف مین گیا اور دو برس تک اُس قلعہ کو محاصرہ کرکے استداد پیدا کیا جو
ارادہ سبحانی اس قلعہ کے مفتوح ہونے سے متعلق نہ تھا اس سبب سے سلطان کے اردو مین وبا یعنے مری بہم
پہونچی انسان اور حیوان بہت تلف ہوے اور بہت سے لشکری وقت بیوقت اپنی جاگیرون مین بھاگ گیے۔ نظم
شہنشہ در آن ناحیہ چند سال ۞ تہی کرد گنجینہ از زر و مال ۞ ز آب و ہوایش در آن سال و ماہ ۞ چہ اسپ و چہ آدم بسی شد تباہ
ز دشواری رنج آن کارزار ۞ پراگندہ شد لشکر شہریار ۞ اُسوقت دیو راے نے فرصت پاکر سوار و پیادے بیشمار اطراف
و ممالک سے جمع کیا اور تمام راجاون کو بہانتک کہ تلنگ کے راجہ کو بھی مدد کیواسطے طلب کیا وہ بھی مثل ٹڈی کے فوج
جرار و پہلوانان نامدار سلطان کے مقابل آ پہونچا اور بادشاہ اگرچہ جانتا تھا کہ یہ حریف اسکے کا نہین ہے لیکن غیرت شاہانہ
کی دامنگیر ہونے سے وہ بھی مصاف مین آیا اور ہرچند میر فضل اللہ انجو اور بھی اعیان و اشراف نے منع کیا فائدہ نہ بخشا
بے محابا آتش جنگ افروختہ کی اور میر فضل اللہ انجو نے جو سپہ سالار لشکر اسلام تھا حملہاے مردانہ کرکے کفار کے طلیعہ
کو متفرق اور پریشان کیا اور انکے میمنہ کیطرف متوجہ ہوا قریب تھا کہ اس مقام مین گل فتح شگفتہ ہو جسے چرخ نے یہ
نیرنگی دکھائی کہ کفارہ کنہرہ جو میر فضل اللہ انجو کے سلک ملازمون مین انتظام رکھتا تھا اور برسون اُس سید کی بدولت
عیش و کامرانی کی تھی اس کور نمک حسن کش نے بوعدہ امارت دیو راے سے فریب کھاکر عین معرکہ کی گرماگرمی مین
کہ تنور حرب شعلہ زن تھا ایک وار تلوار برق کردار اس سردار کے فرق مبارک پر مارا کہ شہد شہادت چکھکر روضہ
رضوان مین داخل ہوا جب میر فضل اللہ انجو کہ عمدہ از عمائد لشکر تھا شہید ہوا اور امراے میسرہ بھی اکثر شہید ہوے
بنی ہوئی لڑائی بگڑ گئی پہلوانون کا دل ٹوٹ گیا میر فضل اللہ کے مرنے سے جی چھوٹ گیا ایک نیا سامنا آیا سلطان شکست خوردہ
منہزم ہوا احمد خان خانخانان اپنی قوت بازو کے سبب ٹوٹے لشکر مجروح خستہ سے ساحل نجات پر پہونچا اور کفار اہل
اسلام کے قتل عام مین مصروف ہوئے اُن سنگدلون نے غازیون کے اسقدر سرتن نازنین سے جدا کیے کہ جنگگاہ مین انکے
سرون کے چبوترہ باندھے جب مسلمانون کی شکست فاش ہوئی اسپر بھی اکتفا نہ کی سلطان کی تلاش ہوکر اسکے تعاقب
مین روانہ ہوئے اور اکثر ممالک اسکے اپنے تصرف مین لائے اور مساجد کے مسمار کرنے اور غارت و قتل عام ارباب
اسلام مین تقصیر دقیقہ نہ کیا اور برسون کا کینہ اپنے سینہ سے نکالا اور سلطان فیروزشاہ نے عاجز ہوکر میر غیاث الدین
ولد میر فضل اللہ انجو کو گجرات بھیجکر کمک طلب کی جو احمد شاہ گجراتی اسی عرصہ مین سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا تھا اور
اسکے مہمات شاہی نے انتظام اور قیام نہ قبول کیا تھا وہ پیغام اثر پذیر نہوا آخرکار احمد خان خانخانان نے دروازہ
خزانہ کا کھولا اور فوج جمع کرکے دیو راے کو ممالک شاہ سے باہر کیا اور حسن آباد گلبرگہ مین اپنے بھائی کی خدمت مین مشرف
ہوکر تشریفات فاخرہ سے ممتاز اور سرفراز ہوا اور سلطان فیروزشاہ اور افسران سپاہ اور رئیس شہر جو اُس دو لتخانہ
کے خیرسگال تھے انتقام کی فکر مین ہوکر کلہم اجمعین سامان سپاہ مین مشغول ہوئے لیکن سلطان فیروزشاہ
کہ بڑھاپے مین ایسی شکست اسے پہونچی بار رنج و الم سے پشت اسکی خمیدہ ہوئی اور غم و غصہ کی شدت سے بیمار ہوا

بیمار ہوا

نظم * غصہ مخور و شوریدہ وار * بہ تدبیر خویش چون روزگار * بہ تدبیر آن بود شاہ جہان * کہ تا برکشد کینہ از دشمنان * پس از چند گاہ آن کیانی نژاد * رخت دلے سر بہ بالین نہاد * اور جب ایام مرض نے درازی پیدا کی زمام مہام ناعم دو غلاموں کے قبضہ اختیار میں کر ایک کا نام ہشیار عین الملک اور دوسرے کا بیدار نظام الملک تھا سپرد کرکے ہاتھ انکا امور سلطنت میں قوی کیا اور انھون نے اوضاع احمد خان خانخانان سے استنباط دعوے سلطنت کرکے سلطان سے معروض کیا کہ دارائی ملک دکن کی اسوقت آپ کے فرزند جان کے نام قرار پکڑیگی کہ میدان ملک کا آپکے بھائی احمد خان خانخانان کی شوکت سے خالی ہو یہ سنکر سلطان کو سید محمد گیسو دراز کا کلام یاد آیا اور یہ عزم مصمم کیا کہ کل احمد خان خانخانان کی آنکھیں مصلحت دنیوی کی چشم داشت سے حلیہ نور سے بے بہرہ کرے اور احمد خان بادشاہ کے اس ارادہ سے واقف ہوا اور لطف الہی سے اُسی شب تیرہ و تار میں باتفاق اپنے نور چشم علاء الدین کے فرار ہوا اور سید محمد گیسو دراز کے مکان پر جا کے بعد مشورہ اور اعلام احوال التماس دعا کی سید محمد گیسو دراز نے اپنی دستار دو پارچہ کرکے اپنے دست حق پرست سے باپ و بیٹے کے سر پر باندھی اور پھر دونون کو مژدہ سلطنت دیکر فاتحہ خیر پڑھا اور مبارکی اور شگون کے واسطے ماحضر جو رکھتے تھے خوان مائدہ فیض پر چنکر میزبان صاحبون نے ایک طباق میں تناول فرمایا اور احمد خان خانخانان اپنے مکان پر جا کر تمام رات فرار کے تہیہ میں آمادہ رہا اور علی الصباح کہ چادر زرین کلاہ غلط سے تخت زنگاری ٹھہرایا چار سو جوان مصلح اور جرار جنگ آزمودہ خنجر گذار کہ تمام معرکون میں نام جوانمردی اور بہادری کا روشن کیا تھا ہمراہ لیکر مکان سے برآمد ہوا اس درمیان میں ایک تاجر موسوم و معروف بخلف حسن بصری جو آشنائے قدیم احمد خان خانخانان کا تھا اُسکے ارادے سے واقف ہو کر اپنے دروازہ کے باہر ایستادہ تھا روبرو آنکر اس روش سے کہ بادشاہون کی تسلیم کرتے ہیں سلام کیا اور احمد خان نے اُسے فال سعد و شگون نیک سمجھکر اُس سے فرمایا کہ تو بسرعت تمام اپنے مکان پر جا مبادا میری دوستی کے سبب تیرے دشمنون کو کسیطرحکا صدمہ پہونچے خلف حسن بصری نے جواب دیا کہ فراغت و آسائش میں جلیس و ندیم رہنا اور محنت و تعب میں خاک بیوفائی مردمک دیدہ میں جھونکنا ارباب وفا کے مذہب میں پسندیدہ نہیں ہے جبتک جان تن میں اور ایک رمق بدن میں ہے خدا کی قسم تیری رکاب ظفر انتساب سے منھ نہ موڑونگا بیت سری کہ از تو بہ پیچد بر پایہ باز چو زلف * دلے کہ از تو بگردد سیاہ باد چو خال * دوسرے یہ کہ جیسے بادشاہون کو ملازمان بزرگ کی احتیاج ہے ویسے ہی بندگان حقیر کو بھی ضرورت افتقار ہے کسواسطے کہ جو کام سوزن ریک سے بر آوے نیزہ بلند اس سے قاصر ہووے اور جو مہم قلمتراش بخفیہ سر کرے شمشیر برق کردار اسکے اہتمام میں عاجز ہووے اگر خداوند نعمت اس کمترین کو سلک بندگان میں منسلک کرکے نظر عنایت ملحوظ فرماوین امید ہے کہ خدمات شائستہ اس خاکسار دیرینہ سے ظہور میں آوین بیت من ہیچو خار و خار فن تو آفتاب و ابر * گلہا و لالہا ہمہ را تربیت کنی * احمد خان خانخانان کو اخلاص و یکجہتی اُسکی پسند آئی اُسے اپنے ہمراہ لیا اور یہ فرمایا کہ اگر زمام شاہی میرے ہاتھ آئیگی تو بھی ہمارا سہیم و شریک ہوگا یہ کہکر منزل مقصود کیطرف روانہ ہوا اُسدن قصبہ خانپور میں مقام کیا اور یہ منت کی کہ اگر خدا مجھے سلطنت عطا فرماویگا میں اُس قصبہ کا رسول آباد نام رکھکر سادات مکہ و مدینہ و کربلائے معلی و نجف اشرف کو وقف کرونگا اور جب ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک خواب غفلت سے چونکے اور احمد خان خانخانان کی خبر فرار سُنی مضطرب ہو کر

سلطان کی خدمت مین حاضر ہوئے اور حقیقت حال عرض کرکے رخصت تعاقب حاصل کی تین چار ہزار سوار اور کئی
فیل نامی اور جنگی لیکر احمد خان کے سرانجام مین سرگرم عنان ہوئے اور احمد خان زمقا کی قلت اور اعدا کی کثرت سے
جا بنیا تھا اور ولایت کے درمیان داخل ہوکر بعضے امرا کو ساتھ اپنے متفق کرون خلف حسن بصری مانع آیا اور قبر سیاہ اُسکے
فرق مبارک پر لگایا اور آدمی حسن آباد گلبرگہ اور بیدر اور کلیانی مین بھیجکر ایک جماعت ملازمان شاہ اور اوباش اور بیکار
کو وعدہائے دلفریب احمد خان کی ظل رایت مین لایا اور اُنکی دلداری اور سازو سامان سے مددگاری کی لیکن احمد خان
اُسوقت جنگ سے پہلو تہی کرکے حسن آباد گلبرگہ کے اطراف واکناف مین جابجا پھرتا تھا اور جب کمک اور دار الخلافت سے
ہوشیار الملک اور بیدار الملک کے پاس پہونچی اُنھون نے چارون طرف سے ہجوم کرکے احمد خان کو گھیرا کسواسطے کہ اُنکے
پاس آٹھ ہزار فوج سلطانی تھی اور احمد خان کی کل ایک ہزار قضارا چند بنجارے دو ہزار بیل غلہ سے محمول ولایت برار
کیطرف سے آکر کلیانی کے حوالی مین فروکش ہوئے اور اسی طور سے تین سو گھوڑے سوداگرون نے لاہور سے لاکر آشوب راہ
کے سبب کلیانی مین مقام کیا خلف حسن بصری جو جنگ کے بارے مین ساعی تھا اُسنے احمد خان سے کہا کہ مین صلاح کار
اس امر مین یہ دیکھتا ہون کہ آپ گھوڑے سوداگرون سے بقیمت اور بیل بنجارون سے بعاریت لیجیے اور بدستور دکن ہر قین
زنگار رنگ بانس کی چھڑون مین باندھکر پیادون کے حوالے کرکے ہر ایک کو ایک بیل پر سوار کرین اور سوداگرون کے گھوڑون
پر بھی اسی طریق سے پیادون کو سوار کرکے فوج اعدا کے مقابل جاوین اور بنیاد جنگ قائم کرکے ہنگامۂ فوج کی عین گرمی
مین بیلوان کو اردو کے ایکطرف سے نمایان کرین اور راہو آواز بلند مخالفون کو سنادین کہ امرا جو اپنی جاگیرون مین تھے
ہماری کمک کو آئے ہین شاید توفیق سُبحانی سے ایک ہراس اُن غلامون کے دل پر غالب ہو خائف ہوکر راہ فرار پاوین احمد خان اس
بات کو خرافات سمجھکر اس امر پر ہرگز رضامند نہوا اور جب افواج شاہی بہت قریب آئی کوچ کرکے عین طے مسافت مین متحیر
اور محزون ایک درخت کے سایہ مین اُترکر سوگیا عالم رویا مین کیا دیکھتا ہے کہ ایک بزرگوار خرقہ درویشون کا پہنے ہوئے
اور ایک تاج سبز بارہ ترک کا ہاتھ مین لیے ہوئے اسکی طرف تشریف لاتے ہین احمد خان نے اُنکا استقبال کرکے سلام کیا
اور وہ درویش شرائط تہنیت بجالائے اور وہ تاج سبز اُسکے زیب سر کرکے فرمایا کہ یہ تاج شاہی ہے ایک مشائخ گوشہ نشین اور
متوکل نے تیرے واسطے بھیجا ہے احمد خان بستر خواب سے نہایت محظوظ ہوکر اُٹھا خلف حسن بصری کو طلب کرکے صورت
خواب اُس سے نقل کی پھر یہ فرمایا کہ اس مدت مین جنگ کے بارہ مین متردد تھا اب جو ایسی بشارت فیض اشارت
غیب سے پہونچی حرب کیطرف عازم ہوتا ہون چاہئے کہ تو وہ تدبیر کر کہ تونے اندیشہ کی ہے لطیفہ غیبی سے جانکر دو ع
مین لا خلف حسن بصری زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر دو سو سوار ہمراہ لیکر کلیانی کیطرف روانہ ہوا اور
شیرین زبانی اور لطف کے ساتھ گھوڑے اور بیل اُنکے مالکون سے لیکر بازگشت کی اور رات کو بیرقین رنگین درست کین
اور یہ مقدمہ کسی پر اظہار نہ کیا دوسرے دن صبح کیوقت کوچ کے نقارے پر چوب ماری اور میمنہ اور میسرہ اور قلب آراستہ
کرکے باہستگی واطمینان تمام افواج شاہی کے مقابلہ کیواسطے روانہ ہوا اور مشہور کیا کہ جمیع امرا جنکے بنام مین احمد خان سے
یکدل اور یکزبان ہوکر مع فوج کثیر اسکی کمک کو آئے ہین اور دو تین کوس پر آپہونچے احمد خان کے ہمراہی یہ نوید سنکر قوی پشت
ہوے اور بکمال مضبوطی سے میدان مین جولانی کرنے لگے اور باوجود اپنی قلت فوج کثرت اعدا سے اندیشہ نہ کرکے جنگ کے
حریص ہوئے اور ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک اگرچہ یہ خبر سنکر ہوش بجا نہ رکھتے تھے لیکن سپاہگری کی رسم سے صفین آراستہ کین

اور میدان جنگ مین آئے جب طرفین کا مقابلہ ہوا خلف حسن بصری تین سو سوار آسپان تجار پر سوار کرکے ساتھ احسن وجہ کے ایک جانب معرکہ سے کہ صحرا مسطح تھا نمودار کیا ہشیار عین الملک و بیدار نظام الملک کو یقین ہوا کہ امرا ملک کو آپہونچے شکستہ خاطر ہوئے اور اُسوقت احمد خان ایک ہزار جوان یکدل و یکرو ہمراہ لیکر نہایت سہ ورسے افواج مخالفین کے قلب پر حملہ آور ہوا ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک جو قلب مین تھے جب دیکھا کہ امرائے میمنہ اور میسرہ پسپا ہوکر بھاگے خود کچھ دیر تک حکمت عملی سے جنگ کرتے رہے آخر کو انکا بھی پاؤن قرار جگہ سے ہلگیا طرفین فرار ہی

نظم

چو شد روبرو ہر دو قلب سپاہ ✿ کشیدند شمشیر در رزمگاہ ✿
دو لشکر در آمیخت با تیغ و تیر ✿ بگردون بر آمد زگیتی نفیر ✿
چو فیروز شد خانخانان بجنگ ✿ ز شادی برخسارہ آورد رنگ ✿

احمد خان خانخانان نے مظفر و منصور ہوکر مفرورونکا پیچھا کیا اور ہاتھی اور گھوڑے اور غنیمت بیشمار دستیاب ہوئی اور اسکے بعد حسن آباد گلبرگہ کے چند کوس ادھر نزول کیا اور بہت لشکر حسن آباد گلبرگہ کا اُس سے ملحق ہوا سلطان فیروز شاہ باوجود ضعف و بیماری ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک کی صلاح سے حسن خان شہزادہ کے سر پر چھتر لگاکر خود پالکی مین سوار ہوا اور قلعہ معتمدین کے سپرد کرکے مع گروہ امرا اور تین چار ہزار سوار خاصہ خیل اور توپخانہ اور فیل بسیار احمد خان خانخانان کے استیصال کو روانہ ہوا اور جب یہ خبر احمد خان کو پہونچی بسرعت تمام پیشقدمی کرکے مقابلہ کیواسطے روانہ ہوا حسن آباد گلبرگہ سے تین کوس پر طرفین صف آرا ہوئے اور جو تقدیر الٰہی مین یہ تھا کہ احمد خان خانخانان بتاج شاہی مشرف ہوا اُسوقت سلطان فیروز شاہ پر اسقدر ضعف غالب ہوا کہ بیہوش ہوگیا اور خبر اُسکی فوت کی منتشر ہوئی خورد و بزرگ ترک رفاقت کرکے فوراً احمد خان سے جاملے اور ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک نہایت مضطرب اور ہراسان ہوکر بادشاہ کو پالکی مین اُٹھاکر بسرعت تمام قلعہ کیطرف روانہ ہوئے جب قلعہ کے دروازہ پر پہونچے سلطان ہوش مین آیا اور زمانہ کی بازی سے متعجب ہوا اور احمد خان خانخانان نے رعایت ادب کرکے تعاقب نہ کیا اُسکے بعد قلعہ مین داخل ہوکر دار الملک کی سمت متوجہ ہوا احمد خان نے قلعہ کے گرد استقامت کی ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک باتفاق حسن خان بالاے برج آئے اور دونوں توپ اور بندوق سر کرنے لگے حسب اتفاق ایک گولہ توپ کا احمد خان کے خیمہ پر آیا ایک جماعت مقربون سے اُس بزم مین کہ جاے رزم تھی اپنے قرینے سے حاضر تھی اُنمین کچھ ضائع ہوئے اسواسطے احمد خان وہان سے کوچ کرکے اُس سے کچھ دور عقب پر فروکش ہوا اور یہ خبر گوش حق نیوش سلطان مین پہونچی حسن خان ولیعہد سے فرمایا بادشاہی باتفاق لشکر و موافقت سران سپاہ و یلان خیرخواہ ہی جبکہ تمام خلائق درگاہ ارکان دولت اور وزرا و امیر بادل ناشاد تیرے شریک ہون صلاح ملک اُسمین ہی کہ فرش نزاع کو کہ موجب خرابی و فنا ہے لپیٹ اور احمد خان کا حلقہ اطاعت اپنے زیب گوش کر یہ کہکر قلعہ کا دروازہ مفتوح کیا اور احمد خان خانخانان مع جماعت معتمدان قلعہ مین داخل ہوا اور اپنے بھائی کے سرہانے جاکر زار زار رونے لگا اور یہ دو بیت پڑھین

ابیات

ازین سرنوشتہ زسود و زیان ✿ فلک را بہانہ منم درمیان ✿
اگرش ستاند بآتش دہد ✿ کند ہرچہ خواہد بیار برنہد ✿

اور فیروز شاہ نے اظہار بشاشت کرکے کہا الحمد للہ کہ مین نے تجھے اپنی عین حیات مین شاہ دیکھا واللہ تو شایان سلطنت اور سزاوار مملکت ہی اور استحقاق اسکا تجھے پہونچتا ہی اور مین شفقت پدری کے باعث سے حسن خان نے ولیعہدی مین حتی المقدور سعی کرتا تھا تو تحقین بخدا اور حسن خان کو تیرے سپرد کیا اُمور مہمات سلطنت مین مشغول ہو

اور مین جو چند روز کا مہمان ہون میرے احوال سے غافل نہ رہنا احمد خان اسی رنذ کہ شہر شوال کی پانچوین تاریخ ۸۲۵ آٹھ سو پچیس ہجری تھی تاج بھائی کا اپنے دکیا ہوا زیب سر کرکے تخت فیروزہ پر جلوہ گر ہوا اور اپنا نام احمد شاہ بھمنی رکھا خطبہ اور سکہ دکن کا اپنے نام پر جاری کیا اور جب سلطان فیروز شاہ ۸۲۵ روز دوشنبہ پندر ہوین ماہ مذکور کو نقد جان خازن بہشت کے سپرد کی پھر آئین سلاطین غسل و کفن دیکر لاش اسکی تابوت صندل مین اٹھا کر باپ اور دادا کے پہلو مین مدفون کیا مدت اسکی جہانبانی کی پچیس برس اور سات مہینے اور پندرہ دن مورخ نشاق لکھتے مین اور بعضے کتب مین تحریر ہی کہ احمد شاہ نے اپنے بھانجے شیر خان کے وسوسہ اور تحریک کے سبب سلطان فیروز شاہ کو گلا گھونٹ کرکے ہلاک کیا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور ملا داؤد بیدری نے سلطان فیروز شاہ کا تخلص کبھی فیروزی اور گاہے عروجی لکھا ہی اور یہ اشعار غزلیہ اس سے نقل کیے **غزل** یاران شاید زغم دہر برد لم شکست باد که دل به لذت سودائے عشق در جگست ✦ گل امید شگفت از نسیم وعده ولی ✦ ز آفتاب غم انتظار بر نگست ✦ نقطع ماه محبت مخور فریب امید ✦ که غایت ابدش ابتدائے فرسنگست ✦ بجز سرود محبت نکرد زمزمہ نائے ✦ که سرچہ خارج این پرده تنگ آہنگست ✦ ولے بسینه لبالب ز دوستی دارم ✦ که پیش اہل جہان بے بہا تر از سنگست ✦ دیدہ طبع عروجی چه دلکشا چمنی ست ✦ چمن مگو سے که آن آسمان فرہنگست **ایضاً** کرشمہ چنبش آموز ستمگان درازش را ستم کر دست واجب ہر زمان تعلیم نازش را ✦ محبت چاک بر دل میزند ہرگه که در بزمے ✦ بجود مخصوص نی بینم تغافلہای نازش را ✦ مبادا آسیب نقصان یابد از سوز دلم تارے ✦ بدل چون ره دہم اندیشہ زلف درازش را ✦ نیابد لذت نابد ز وصلت از متاع خلد ✦ ہمان بہتر که در دامن کنی اجر نمازش را ✦ فروزی قامت و رخسار آن خورشید تابان را بسرو و لاله می سنجد که بینا تمیا زش را ✦ **رباعی** در آتش ہرزه فکر زائش نه کنی ✦ اندیشه بہر خیال باطل نکنی ✦ این نقد خزینۂ دماغست بگوش ✦ تا صرف سخنہاے باطل نکنی ✦

تذکرہ سلطنت ملتشر ابر سول باقی من بعدی اسمہ احمد شاہ بھمنی انار اللہ تربتہ کا

سلطان احمد شاہ قوانین لشکر کشی اور آئین فرمانروائی خوب جانتا تھا اور اپنے بھائی کی پیروی کرکے سادات وعلما اور مشائخ کی تعظیم و تکریم مین حتی الامکان تقصیر نہ کرتا تھا اور ابتداے سلطنت سے بسبب اس کرامات کے کہ اسکی حق مین ظاہر ہوئی تھی سید محمد گیسو دراز کی عزت و توقیر بہت کرتا تھا اور بمقتضاے الناس علی دین ملوکہم خلائق دکن بھی اس مشائخ کی طرف رجوع ہوئی اور آستان فیض نشان اسکا مطاف اور جاے طواف جہانیان ہوا اور سلطان احمد شاہ بخلاف سلاطین ماضیہ شیخ محمد سراج کے خاندان کے شمع ارادت کو خاموش کرکے سید محمد گیسو دراز کا مرید ہوا اور چند قصبہ اور قریہ سرکار حسن آباد گلبرگہ بشمول دیگر پرگنات انھین وقف کیے اور ایک مکان نہایت وسیع اور پاکیزہ شہر کے متصل انکے واسطے ترتیب کیا چنانچہ اسوقت تک کہ سلطنت حسن آباد گلبرگہ نے بعینہ سے عادلشاہیہ کی طرف انتقال پایا ہی اکثر قریات اور قصبات عمل درآمد قدیم کے موافق اُن سیدوالا نژاد کی اولاد امجاد کے تصرف مین ہین اور آدمی دکن کے سید ممدوح سے حد سے زیادہ اعتقاد رکھتے ہین یہانتک کہ ایک شخص نے ایک مرد دکنی سے پوچھا کہ حضرت محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہین یا سید محمد گیسو دراز اُسنے جواب دیا کہ حضرت محمد رسول اللہ اگرچہ پیغمبر خدا اور خاتم الانبیا ہین لیکن سبحان اللہ مخدوم سید محمد گیسو دراز چیز دیگر ہی دراصل اس سے تعلیم

درعشرہ ۱۵ -
۹۲۵ - ۱۰

اور اخلاص اہالی دکن کا نسبت اُن سید مخدوم اور اُنکے خانوادہ کے قیاس کرنا چاہیے القصہ جب سلطان احمد شاہ بہمنی شاہ ہوا تمام ہمت سلطان کی جبر اور شکست اور دیو راے کے انتقام مین مصروف کھکر ساز و سامان مین مشغول ہوا اور خلف حسن بصری کو وکیل امور سلطنت کر کے ہزار و دو صدی کا منصب عطا کیا اور چونکہ وہ سابق مین تجارت پیشہ تھا ملک التجار خطاب دیا اور وہ خطاب دکن مین شائع ہوا اور حالت تحریر ان سطور تک جاری ہے اور حسن و فا اور دولتخواہی منظور رکھکر ہتیار عین الملک کو امیر الامرا خطاب دیکر ہزار و پانصدی کیا اور بیدار نظام الملک کو دولت آباد کے سرلشکری تفویض فرما کر دو ہزاری کیا اور ثقات سے سُنا گیا کہ سلاطین بہمنیہ کی درگاہ مین ہر ایک لشکریان اطراف اربعہ سے منصب دو ہزاری رکھتے تھے اور امیر الامرا ہزار و پانصدی اور وکیل سلطنت ہزار و دو صدی اور باقی امرا اور منصبدار ہزاری سے زیادہ اور صدی سے کم نہ تھے اور جو کہ امراے ہزاری ہوتا تھا طوق و علم و نقارہ پاتا تھا اور حسن خان ولد سلطان فیروز شاہ جو کہ وارث ملک تھا جمیع ارکان دولت اُسکے قتل حبس و کور کرنیکے سلطان کو صلاح دیتے تھے اور سلطان احمد شاہ نے اُنکی تجویز کے برخلاف عمل کر کے اسکو پانصدی کیا اور جو کہ وہ عیاش تھا اُسکے سوا دوسرے کام سے رغبت چندان نہ رکھتا تھا فیروز آباد اسکی جاگیر مقرر کی کہ وہان جا کر قلعہ تہندرہ کے کنارے عیش و عشرت مین مشغول ہووے اور جسوقت چاہے فیروز آباد مین چار کوس تک سیر و شکار کیواسطے سوار ہووے اور بے فرمان شاہ چار کوس سے زیادہ ترقدم آگے نہ بڑھاوے حسن خان شہزادہ اس حالت کو مراتب شاہی سے بہتر اور افضل سمجھا اور جبتک اسکا عم بزرگوار زندہ رہا بفراغت تمام بسر کی اور کبھی ایسا نہ کیا کہ غبار کلفت اُسکے دل صفا منزل مین پہونچے لیکن چچا کے بعد مکحول ہو کر فیروز آباد کے قلعہ مین محبوس ہوا اور اس مقام مین نقد حیات خزینہ دار حیات کے سپرد کی قصہ مختصر سلطان احمد شاہ نے اخلاق حمیدہ کے سبب خاص و عام کو مطیع اور فرمانبردار کیا پھر گجرات کی سرحد امراے معتبر کے سپرد کر کے باطمینان تمام چالیس ہزار سوار جرار نامدار خنجر گذار ہمراہ رکاب لیکر کرناٹک کیطرف متوجہ ہوا دیو راے نے اُس واقعہ کو واقعہ اول خیال کر کے احضار لشکر کا حکم دیا اور راے ورنگل کو بھی اپنی کمک کیواسطے طلب کیا اور وہ بھیجا وشمن خالشکر روان مثل چیونٹی مور و ملخ سے کثرت مین افزون کہ کوہ و ہامون اُس سے عاجز آتے تھے ہمراہ لیکر ارباب اسلام کے استیصال کیواسطے روان دوان ہوا اور تاب تہندرہ کے کنارے کو مغرب خیام کیا اور سلطان احمد شاہ نے بھی قطع مراحل اور طے منازل جوانان تہمتن و پہلوانان صف شکن سے آب تہندرہ کی ساحل دو ریہے کے مقابل نزول اقبال اور نزول اجلال فرمایا اور جو کہ لشکر غنیم مین ہی ہزار پیادے تو پچی اور کماندار تھے اور راتون کو بدمعاشون اور چورون کیطرح بہت خرابی کرتے تھے یعنے گھوڑے اور سوار کو ضائع کرتے تھے سلطان احمد شاہ بطریق روم رابہاے آتشخانہ کہ عدد اسکے قریب دو ہزار تھے لشکر کے گرد کھینچکر چالیس روز تک مقیم رہا اور تاخت و غارت سے اُسطرف کی تمام ولایت جو دیو راے کے تصرف مین تھی خاک سیاہ کی اور ہر چند مساعی جمیلہ چاہتا تھا کسی ڈھب سے کفار آب تہندرہ سے عبور کر کے مصاف کرین لیکن یہ مطلب نہ حصول ہوا آخر سلطان نے جمیع امرا اور منصبدارون کو طلب کر کے عبور آب کے بارہ مین کہ پایاب تھا اور جنگ کے مقدمہ مین مشورہ کیا غرضکہ بعد مشورہ و گفتگو سب جنگ کرے اور پانی سے عبور کرنے پر متفق اللفظ ہوئے اور سبھون نے یکدل اور یکزبان ہو کر مصحف مجید کی قسم کھا کر اقرار کیا کہ کل صبح کیوقت ہم افواج آراستہ کے ہمراہ عبور کر کے جنگ مین مصروف ہونگے لیکن جب یہ خبر اردوے کفار مین منتشر ہوئی اول شب کو راے ورنگل تمع لشکر تلنگ

کوچ کرکے اپنی ولایت کا راستہ لیا اور دیورائے سحر کیوقت افواج کو آراستہ کرکے جدال و قتال پر مستعد ہوا اس درمیان میں
عالم خان اور لودھی خان اور دلاور خان افغان کہ باپ اور دادا سے امرائے اس خاندان سے تھے بالائے آب سے
مع دس ہزار سوار عبور کرکے علی الصباح لشکر کفار کے حوالی میں پہونچے اور بحسب اتفاق دیورائے مع ایک جماعت
افواج سے جدا ہوکر باغ نیشکر کے کنارے سوتا تھا اور مسلمان نیشکر کی تاراج کے واسطے اُسطرف متوجہ ہوے اور دیورائے
بخیال اسکے کہ دیدۂ و دانستہ سر پر چڑھے آتے ہیں مضطرب ہوکر باغ نیشکر کیطرف بھاگا اور تاراجیون نے مور و
ملخ کیطرح اس باغ میں داخل ہوکر اُسے ایسا اجاڑا کہ گویا سبزی کا اثر نتھا آخرش چند سپاہی دیورائے سے دوچار
ہوئے اُسے باغبان سے تصور کرکے نیشکر کا پشتارہ اُسکے دوش پر رکھکر جلو میں ڈالا دیورائے نے حیات کو غنیمت سمجھکر
کچھ نہ کہا جب قدرے راہ طے کی سلطان احمد شاہ کے عبور کا غلغلہ اور دیورائے کے گم ہونے کی افواہ خاص و عام میں مشہور
ہوئی ابھی کچھ رات باقی تھی کہ دیورائے کی سپاہ متفرق ہوئی اور لشکر سلطانی غارت میں ایسا مشغول ہوا کہ شیرین نیشکر
سے تھا دیورائے فرصت پاکر تمام مفروروں کی طرح بھاگا اور ظہر کے وقت اپنے ایک امرائے مقرب کے پاس پہونچکر خبر سے
آگاہ کیا اور اس خبر کے مشہور ہونے سے اُسکے امرا اور جمیع سپاہ فراہم ہوئی لیکن دیورائے نے اس امر کو شگون بد سمجھکر نیت
قتال فسخ کی اور بیجانگر میں جاکر قلعہ بند ہوا اور سلطان احمد شاہ نے بیجانگر کی طرف سے عنان منعطف فرمائی و ولایت
کفار کے درمیان میں داخل ہوا اور جس مقام میں پہونچتا تھا زن و فرزند اُنکے اسیر کرکے سلطان محمد شاہ غازی کے خلاف
قرارداد اور رحم و شفقت کو یکسو چھوڑکر کفار کو تہ تیغ بیدریغ رکھتا تھا جسوقت کہ بیس ہزار ہنود قتل ہوتے تھے قتل بند
کرتا تھا اور تین روز مقام کرکے جشن ہائے عظیم ترتیب دیتا تھا اور شادیانی کے نقارے بجاکر بتخانون کو توڑتا تھا اور معابد
آتش پرستون کے ویران کرکے گاو کشی میں کوتاہی نہ کرتا تھا اور جارت برنجی حسن آباد گلبرگہ کیطرف بھیجے کہ سید محمد گیسو دراز
کے مکان کے آستانہ کے آگے نصب کریں تو زائرون کے لگدکوب ہون کہتے ہیں جن دنون کہ سلطان بتخانون کی تخریب
اور گاو کشی میں مشغول تھا ایام نوروز پہونچنے سے ایک حوض بزرگ کے کنارے مقام کیا اور اس درمیان اتفاقات
سے ایک دن سلطان بہ قصد شکار لشکرگاہ سے برآمد ہوا اور ذوق شکار میں ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا سرپٹ پھینکا یہانتک کہ اردو سے
چھ کوس پر جا پڑا اسصورت میں کفار نابکار جو پانچ چھ ہزار سوار کے قریب تھے اُنھون نے آپسمین ہم عہد ہوکر سوگند
کھائی کہ آپکو عند الضرورۃ فدویانہ سلطان پر پہونچا کر ہلاک کرین اور اس ظلم و جور کا انتقام لین یہ کہکر گھوڑون باد پا پر
بیجا سوار ہوکر سلطان کے سراغ میں روانہ ہوئے جسوقت اسکے قریب پہونچے تیر اندازان مغل قریب دو سو کے جانوران راندہ کے
پیچھے گیے تھے سلطان متحیر ہوا دور سے ایک چاردیواری کہ اہل زراعت نے گاؤ اور گوسفند کے رہنے کو صحرا میں آبادی سے
دور بنائی تھی نظر آئی سلطان بتعجیل تمام اُسطرف متوجہ ہوا اور کفار عاصی نے گھوڑے اُٹھاکر نہایت قہر و غضب سے تعاقب
کیا اور ابھی چاردیواری میں نہ پہونچا تھا کہ ایک شکستہ آب کند کا حائل ہوا اور اُسکے عبور کیوقت کفار نے پہونچکر تخمیناً دو
سو کئی تیرون سے مقتول کیے اور قریب تھا کہ سلطان بھی ضائع ہووے کہ ناگاہ وہ تیر انداز کہ جانوران شکاری کے
تعاقب میں گیے تھے آپہونچے اور تیر اندازی میں مشغول ہوئے اور کفار کو نہ توقف واقع ہوا سلطان اُس شکستہ آب سے گھوڑا
کداکر برآمد ہوا اور ہزار مشقت و محنت سے آپکو دیوارے تک پہونچایا بعدہ بہادران تیر انداز دیوار و نیز چڑھکر جنگ میں مشغول ہوئے
اور سب نے دل مرگ پر رکھکر کلمہ شہادت کا زبان پر جاری کیا پھر تو سیاکن بدخشی اور میر فرخ بدخشی اور میر علی سیتانی

اور میر علی گرد اور عبداللہ کابلی اور خسرو ازبک اور خواجہ حسن اردستانی اور خواجہ قلی بیگ اور قاسم بیگ صف شکن نے اُس روز داد مردی اور مردانگی کی ظہور میں پہونچائی سلطان کی زبان مبارک سے تحسین و آفرین کی صدا سنتے تھے اور کافرون نے ضرب بندوق سے چند بہادران تیرانداز کو شہید کیا اور مسلمانون کو دیوار پر سے اُتار لائے پھر پانچ چھ ہزار کافر دیو سیرت عفریت منظر ضرب شمشیر و نیزہ و خنجر سے چہار دیواری کے کھودنے اور گرانے مین مشغول ہوئے اور سلطان نے چند تیراندازون سے اس چہار دیواری مین مضطرب اور حیران ہوکر رضا بقضا دی لیکن چونکہ عنایت سبحانی شامل حال تھی عبدالقادر سلحدارون کا سردار بن محمد عیسی بن محمود بن عماد الملک کہ دو صدی منصب رکھتا تھا اُسکے دل مین اندیشہ گذرا کہ بادشاہ چند مردم خاصہ سے شکار کو گیا ہے ایسا نہ ہو کہ دشمن قابو پاکر اُسپر تاخت لاوین کام مشکل ہوگا پھر اُسی وقت دو تین ہزار خاصہ خیل شاہی ہمراہ لیکر بطور ایلغار روانہ ہوا اور سلطان کی خدمت مین جا پہونچا کہ کفار پانچ چھ گز دیوار مسمار کرکے جنگ مین مشغول تھے عبدالقادر افواج ترتیب دیکر فدایان کفار پر حملہ آور ہوا اور جنگ عظیم واقع ہوئی افضال الٰہی اور اقبال بادشاہی سے غالب آیا اور ہزار سردار کفار ناہنجار کیطرف کے کہ فلک اُنکے قتل سے عاجز تھا علف تیغ اسلام ہوئے اور پانسو غازیون نے شربت شہادت چکھا اور سلطان نے تائید ایزدی اور عبدالقادر کے حزم و ہوشیاری سے اُس بلیہ سے نجات پائی اور دوبارہ تخت شاہی میسر ہوا مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ✦ اور عجائب روزگار سے سلطان عظیم الشان مالک تین ہزار خیل و حشم کا ساتھ الیسی محنتون کے کہ بادشاہون کو کم وقوع مین آتی ہے گرفتار ہوا تھا عاقبت بخیر گذری سلطان احمد شاہ نے اُسی دن عبدالقادر کو بالقاب برادر جان بخش و یار حق گذار اور خطاب خانجہانی اور منصب دو ہزاری سے سرفراز فرماکر سپہ سالار لشکر تلنگ کیا اور خانجہانی نے چالیس برس ازروے استقلال برار کی حکومت کی اور فتح اللہ عماد الملک جو آخرین بادشاہ برار کا ہوا تذکرہ اُسکا عنقریب ہوگا وہ خانجہان کے غلامون سے تھا غرضکہ اسیطرح سے سلطان احمد شاہ نے ہر ایک تیرانداز کو خلعت ہاے فاخرہ اور خطاب ہاے لائقہ اور منصب ہاے مناسب سے نوازش فرمائی اور لوازم عنایت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور سید حسن بدخشی اور میر فرخ بدخشی اور میر علی سیستانی اور حسن خان اور فرخ خان اور علی خان ہر ایک یکصدی ہوئے اور قاسم بیگ صف شکن نے منصب پانصدی پر ممتاز ہوکر کلہر کی جاگیر پائی اور خواجہ بیگ نے خطاب قلندر خان اور منصب دو صدی پایا اور حسن آباد گلبرگہ کی داروغگی پر مامور ہوا اور میر علی گرد نے کہ ایک کفار بیجانگر کو ضرب بندوق سے ہلاک کیا تھا کافرکش کا لقب پایا اور ہزاری مین منتظم ہوا اور عبداللہ کابلی نے منصبداران صدہ سے ہوکر بلدۂ جنیر کی حکومت پائی اور خواجہ حسن اردستانی اور خسرو بیگ ازبک بھی امیران صدہ سے ہوکر دونون کو حکم ہوا کہ شاہزادہ کو آداب تیراندازی سکھاوین اور خلف حسن بصری المخاطب ملک التجار نائب کو حکم ہوا کہ عراقی اور خراسانی اور ماوراءالنہری اور رومی اور عرب کے تین ہزار تیرانداز نوکر رکھا کرین اور اسیطرح سے جمیع امرا کو حکم ہوا کہ تیراندازی کی تربیت مین کوشش کرین اور اپنی اولاد کو بھی رسوم تیراندازی سے تعلیم دین اور بعد اس قضیہ کے سلطان نے کوچ کیا اور بیجانگر مین آکر تسخیر کی تدبیر کی اور محصورون کی تضییق مین کوشش کی آخر کو دیو راے نجات عاجزی مین دیکھکر طالب صلح ہوا اور سلطان نے یہ شرط کی کہ اگر خراج چند سالہ فیلان خاصہ کی پشت پر بار کرکے اپنے فرزند کے ہمراہ مع نقارہ اور سرنا اور نفیر

دیر عوض بھیجے البتہ صلح قبول ہوگی دیورائے نے اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا اپنے بیٹے کو جو نہایت بے زبان اور نادان
تھا با تحائف فراوان اور بہت سا نقد و جنس اور تمسک نفیسہ تیس ہاتھی کوہ پیکر خاصہ کی پشت پر کہ انھین اپنے محلات
خاصہ مین باندھتا تھا اور خود ہر روز ان کا اہتمام کرتا تھا روانہ کیا اور سلطان کے حکم کے موافق امرا نے استقبال کرکے
اُردو بازار کے درمیان سے نقارہ بجاتے شور و خروش کرتے سلطان کے ملاحظہ مین در لائے اور سلطان دیورائے
کی بیٹے سے بغلگیر ہوا اور اپنے تخت کے قریب جگہ دی اور خلعت فاخرہ ٹپکا کمر و خنجر مرصع وغیرہ سے سرفراز کرکے بیس
گھوڑے عراقی اور عربی اور بیس گھوڑے راہوار ترکی اور بدخشی اور پانچ فیل اور پانچ چیتے اور نو تازی شکاری و تین باز شکاری پرندے
کہ ہرگز دکنیون نے مثل اُنکے نہ دیکھے تھے عنایت فرمائے پھر وہان سے کوچ کرکے آب کشنہ کے کنارے سے اُسے رخصت کیا
اور خود بدولت و اقبال دار الملک حسن آباد گلبرگہ تشریف لایا اور اُس سال امساک باران کے سبب سے قحط عظیم واقع ہوا تھا
اور نہرین اور کنوئین اکثر ممالک دکن کے خشک ہوگئے تھے چنانچہ اکثر چارپائے اور جانور صحرائی بے آبی سے مرگئے اور
سلطان احمد شاہ نے دروازہ خزانہ کا کھولکر سپاہ پر تقسیم کیا اور غلہ شاہی کے کھتے اور کھوین کھولکر غربا و مساکین کو بانٹا
جب ایک سال اسطرح پر گذرا اور دوسرے سال بھی آثار نزول فیوض آسمانی کا ظہور نہوا سلطان احمد شاہ نے مضطرب
ہوکر علما اور مشائخ اور زہاد کو نماز استسقا کے تکلیف دی لیکن اُس پر بھی اثر مترتب نہوا اعیان سلطنت اُسی شوم [illegible]
ناخوش اور حرف بیجا کہتے تھے آخر کو سلطان خود متاثر اور محزون ہوکر بنفس نفیس صحرا کیطرف گیا اور تنہا ایک بلندی پر
چڑھکر چند رکعت نماز ادا کی اور نہایت عجز و انکسار سے سر زمین پر رکھکر اسقدر زاری اور بیقراری کی کہ خدا کی قدرت
سے اُسی دم ایک ابر عظیم آسمان پر نمودار ہوکر برسنے لگا اور سلطان نے محظوظ ہوکر عرض کی مین فیض سبحانی اور رحمت
ربانی سے نہ بھاگونگا اور اسقدر توقف کرونگا کہ باران تھم جاوے **نظم** برآمد یکے میغ از تیغ کوہ * بغرید غریدن با شکوہ *
ببارید باران و خندید باغ * جہان گشت از سر چو روشن چراغ * ہمہ شہر ویرانہ آباد شد * دل شاہ از خرمی شاد شد *
اور جو لوگ کہ سلطان کے ہمراہ آئے تھے سب شدت ہوا اور باران سے کانپنے لگے اور بہیئت مجموعی صغیر و کبیر جوش
و خروش مین آکر کہنے لگے کہ ای سلطان احمد شاہ ولی بہمنی ولایت تیری معلوم ہوئی اب شہر کیطرف مراجعت فرما تو خلق
آسودہ ہووے اور چو سلطان خود بھی پانی کے ترہونے سے بہانہ طلب تھا عین بارش مین دار الامارہ مین آیا اور اُسی دن سے
سلطان احمد شاہ ولی بہمنی ملقب و مشہور ہوا اور سنہ آٹھ سو اٹھائیس ہجری مین جو رائے ورنگل اور رائے بیجانگر کے باہم
اتفاق کرنے سے آزردہ تھا عزم تسخیر ورنگل اور سائر بلاد تلنگ کا مصمم کرکے سوار ہوا اُس موسم گذشتہ مین پہونچا خان اعظم
عبد اللطیف کو مع امرا اُس حدود کیطرف برسم ہراولی پیشتر روانہ کیا اور خود بھی ایک مہینے اور بیس دن کے بعد قدم برکاب ظفر مین لایا
اُسی درمیان مین فتحنامہ ورنگل کا پہونچا اور اس فتح کا باعث یہ تھا کہ خان اعظم جب ورنگل کے اطراف مین پہونچا رائے تلنگ نے لشکر
اطراف و اکناف سے بہم پہونچا کر فرصت غنیمت جانی اور ابھی سلطان نے معرکہ جدال و قتال مین نزول نہ فرمایا تھا کہ صف
جنگ آراستہ کرکے سات ہزار تلنگہ اور سوار و پیادہ سے مقتول ہوا اور ورنگل اہالیان سلطانی کے تصرف مین آیا اور سلطان
باطمینان تمام ورنگل مین داخل ہوکر جمیع خزینے اور دفینے جو کہ راجہ کے آبا و اجداد نے بہزار محنت و مشقت دست برد نہب و
غارت سلطان محمد تغلق شاہ سے گوشہ محفوظ مین نگاہ رکھتا تھا سہل ترین وجوہ سے متصرف ہوا اور خان اعظم عبد اللطیف کو
دس ہاتھی بزرگ نامی اور بیس ہاتھی کوچک اور ایک پالا مرصع اور چار سمرن سوار بلاد اور چالیس ہزار ہون نقد عنایت فرمائے

اور پھر بلاد تلنگ کے لینے کے واسطے تعین کیا اور وہ تین چار مہینے کے عرصہ مین اکثر بلاد تلنگ کو مسخر کرکے جا بجا تھانہ بٹھا کر بادشاہ کی ملازمت مین ورنگل مین مشرف ہوا سلطان والا دودمان قدردان بہت خوش ہوا گلے سے لگایا پھر دوبارہ خلعت فاخرہ سے ممتاز کرکے اور زیادہ اقتدار کیا پھر بعضے وارثان مملکت تلنگ کے تنبیہ قمع کے واسطے کہ قلاع متین مین متحصن ہوکر اعلام مدافعہ بلند کیے تھے مامور فرمایا اور خود قرین فتح و فیروزی دارالملک حسن آباد گلبرگہ کیطرف مراجعت فرمائی اور مع الخیر پہونچا اور وہ آرزو کہ شاہان ماضیہ بہمنیہ نے حاصل نہ کی تھی اُسے نصیب ہوئی اور ۸۲۶ھ آٹھ سو چھبیس ہجری مین قلعہ ماہور پر جو کسی تقریب کے سبب سلاطین بہمنیہ کے تصرف سے برآوردہ ہوکر ایک زمیندار کفار کے ہاتھ آیا تھا چڑھائی کی اور باوصف اسکے کہ اس قلعہ کو صلح سے اُن سے لیا لیکن نقض عہدی کرکے اُس زمیندار کو مع پانچ چھ ہزار ہنود تہ تیغ کیا اور اُنکی آل اولاد کو قید کرکے بقید اسلام لایا اور حصار کلم کو فتح کرکے معدن الماس کو کہ حاکم گونڈوارہ کے تحت مین تھے اپنے قبض و تصرف مین لایا اور بہت بتخانے شکست و مسمار کرکے اُن مقامون پر مسجدین تعمیر کین اور موذن اور خادم اور روغن چراغ مقرر کیا اور سال بھر ایلچپور مین مقام کرکے قلعہ کاویل کو احداث کیا اور قلعہ ترنالہ کی مرمت کرکے مراجعت کی اور غرض اُسکے بنانے سے یہ تھی کہ مملکت خاندیس و مالوہ اور گجرات کے صاحبقران امیر تیمور گورکان نے سلطان فیروز شاہ کو عنایت فرمایا تھا ایلچپور اقامت کرکے آہستگی اور تدبیر سے اُسپر متصرف ہوا اُسکے بعد بیجانگر کی تسخیر کے واسطے عنان عزیمت منعطف کی اور جب یہ راز ہوشنگ شاہ والی شاہ آباد مندو کو دریافت ہوا اُسنے نرسنگھ حاکم قلعہ کہترلہ کو باج گذار بہمنیان تھا اپنی متابعت اور موافقت کی ہدایت کی نرسنگھ نے یہ امر قبول نہ کیا اور ہوشنگ شاہ نے والی خاندیس کی صلاح سے دو مرتبہ لشکر اُسکی ولایت پر بھیجا اور ہر بار شکست پاکر بحال ابتر مراجعت کی پھر تو ہوشنگ شاہ نے قہر و غضب مین آکر تیسری بار ایک جماعت معتمد کو اُس ولایت پر روانہ کیا اور انھون نے سرزمین اُس ولایت مین پہونچکر بہت خرابیان واقع کین یعنی لوٹ مال کے سوا باغ ویران کیے زراعت پامال کی کھیت میدان کیے اسپر بھی اکتفا نکر کے بعضے پرگنات پر اُسکے قابض و متصرف ہوئے اور نرسنگھ جب لشکر کی فراہمی مین مشغول ہوا ہوشنگ شاہ نے خود اُسطرف کی عزیمت کی اور سفر کے سامان مین مصروف ہوا اور نرسنگھ نے بیتاب و مضطرب ہوکر ۸۳۳ھ آٹھ سو تینتیس ہجری مین ایلچی مع عرضداشت سلطان احمد شاہ کی خدمت مین روانہ کیا کہ اندنون مین ہوشنگ شاہ والی مالوہ ایک لشکر عظیم اور فوج بیقیاس فراہم لاکر اس دولتخواہ قدیم کی مملکت کا قصد رکھتا ہے اور اُس زمانے سے کہ غلام نے سلطان فیروز شاہ جنت آرامگاہ کی غلامی کا حلقہ اپنے گوش مین اور زین پوش اُسکی اطاعت کا اپنے دوش پر ڈالا ہے حکام اطراف کمترین کو اُس درگاہ کے منسوبون سے جانتے ہین حاشا کہ بندگان دارا دربان اپنے بندگان صمیمی کی امداد اور معاونت مین تساہل روا رکھین اور جلد فریاد کو پہونچین سلطان نے فرمان اسیوقت عبدالقادر المخاطب بخانجہان کے نام جو کہ حاکم برار تھا بھیجا کہ بمجرد وصول فرمان مقتضا جریان لشکر برار کو جمع کرکے نرسنگ کی کمک کو روانہ ہووے اور پیچھے سے خود بھی چھ ہزار سوار جرّار ہمراہ لیکر شکار کے بہانہ سوار ہوا اور شکار کنان ایلچپور مین داخل ہوا اور ہوشنگ شاہ ابھی اپنی ولایت مین تھا سلطان احمد شاہ شکار قمرغہ[۵۴] مین مصروف ہوکر دو مہینے اُس شکار مین مشغول رہا ہوشنگ شاہ سلطان کے توقف سے گمان اُسکی زبونی پر کرکے بطریق ایلغار کہترلہ کے اطراف مین آیا اور بعد تاراج و غارت کے قلعہ کو محاصرہ کرکے زبان لاف و گزاف مین کھولی اور

[۵۴] قمرغہ بفتح اول وضم میم وسکون را و حطہ وفتح غین معجمہ یعنے شکارگاہ کہ امرا و سلاطین ایک احاطہ کلان مین آہو اور گورخر وغیرہ چھوڑتے ہین اور ہندی اُسے رمنہ کہتے ہین ۱۲ غیاث

سلطان احمد شاہ یہ خبر سنکر ایلچپور سے کھرلہ کی سمت متوجہ ہوا اس عرصہ مین ملا عبد الغنے صدر اور نجم الدین مفتی اور بھی علما رسلطان سے کہنے لگے کہ ابتک کبھی ایسا اتفاق نہین پڑا کہ شاہان بہمنیہ مسلمانون سے لڑے ہون اسصورت مین حضرت کو بدنامی سے پرہیز لازم ہے خصوصًا اس مقدمہ مین کہ تمام خلقت کہیگی سلطان کفار کی حمایت کرکے اہل اسلام سے محاربہ کرتا ہے اور سلطان کہ ہوشنگ شاہ کے لشکر سے بیس کوس ادھر پہونچا تھا اس کلام سے متاثر ہوکر آدمی اُسکی پاس بھیجا کہ نرسنگھ اس سرکار کے متعلقون سے ہے شایان محبت وہ ہے کہ آپ اپنی ولایت کیطرف کوچ کر جائین کہ ہم بھی علماے شرع محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی التماس کے موافق اپنی ولایت کیطرف متوجہ ہون ایلچی ابھی مالوہیان کے اُردو مین نہ پہونچا تھا کہ دکنیون نے کوچ کیا اور ہوشنگ شاہ اس پیغام سے نہایت آزردہ اور آشفتہ ہوا بسبب اس خیال کے کہ سلطان کے ہمراہ رکاب پندرہ ہزار سوار سے زیادہ نہ تھے اور آپ تیس ہزار سوار رکھتا تھا بہ تعجیل تمام شاہ کے پیچھے روانہ ہوا چنانچہ جس منزل سے کہ سلطان احمد شاہ بہمنی کوچ کرتا تھا وہ اس مقام مین فروکش ہوتا تھا جب لشکر بنجاری اُسکی حد سے گذری سلطان نے عالمونکو طلب فرمایا اور کہا جو کچھ تم نے فرمایا تھا اور تعمیل اُسکی واجب تھی مین بجالایا اور اب اس بے ناموسی کو اپنی اوپر قرار دیکر کل یہان سے کوچ کرکے احمال واثقال روانہ کرونگا اور فلان دریا کے کنارے کہ میری مملکت ہے مقیم ہونگا اسحالت مین جو شخص کہ میرے مقابل آویگا اُس سے لڑونگا اور ایسی تدبیر بتاؤ کہ حدیث کے موجب وبال شامل حال اسکے ہو پھر علما سے اُسکی تجویز کرکے دوسرے دن اس نیت سے افواج آراستہ کرکے چارسو ہاتھی جنگی کہ اُن مین سے اکثر مست تھے جابجا نگاہ رکھے اور میمنہ عبد القادر خانجہان اور میسرہ عبد اللہ خان میرو اسمعیل فتح سے آراستہ کی اور چتر سیاہ شاہزادہ علاؤ الدین کے سر پر لگا کر قلب کو اسکے سپرد کیا اور خود مع دس ہزار سوار انتخابی اور بارہ ہزار فیل جنگی دست چپ کیطرف قائم کرکے کمینگاہ مین بیٹھا ہوشنگ شاہ نے اُس دن کو بھی اور روزون کیطرح قیاس کرکے بے تامل تعاقب کیا اور بروایت صحیح مع ستر ہزار فوج دکن مین پہونچا جب فرصت لشکر جمع کرنے کی نہوئی جنگ مین مشغول ہوا اور بازار گیرودار گرم ہوا ہر ایک جوان شیر نسیان پیل تن پرشوکت دکن نے کہ مدتہاے دراز سے آرزومند جنگ یکدیگر تھے ہنرہاے ذاتی عیان کیے ؎ نظم ؎ دو لشکر بصحرا کشیدند فوج ؛ دو دریاے آتش برآورد موج ؛ شد از ہر دو سو لشکر آراستہ ؛ قیامت ز روے زمین خاستہ ؛ نمودند شیران مفرد سوار ؛ بمیدان یکے بازیکے کارزار ؛ چو راہ ہوا بستہ شد بر عقاب ؛ ز دیدہ نہان شد بروز آفتاب ؛ جب طرفین نے سپرین سنبھالکر تلوارون پر ہاتھ ڈالا اس چمک سے لڑنے لگے کہ آنکھ خیرہ ہوتی تھی سلطان احمد شاہ یہ حال دیکھکر کمینگاہ سے برآمد ہوا اور بہ نفس نفیس شیر ژیان و پیل دمان کیطرح لشکر ہوشنگ کی صف پر حملہ کیا جو نیزہ دار سامنے آیا تلوار علم کرکے نیزہ قلم کیا اکثر مرکب غالب کو مغلوب اور روح سے پیکر خالی کرکے دشت لاشون سے بھرتا تھا کچھ دیر دار و گیر کی صدا بلند رہی پھر لشکر ہوشنگ شاہ تاب اقامت نہ لایا معرکہ سے فرار و سرگشتہ وادی ادبار ہوا اور دکنیون نے دست بہ نیزہ و شمشیر ہو کر تعاقب کیا پھر لڑائی سے تن و سر مین جدائی ہونے لگی دو ہزار مرد اہل ہنر دغنیم کے قتل ہوئے ساز و سلب احمال واثقال اُنکا تاراج ہوا اور ہوشنگ شاہ کے حرم اور دو دختر اور دو سو فیل دستگیر ہوئے ناگاہ اس حال کی خبر نرسنگھ کو پہونچی وہ بھی ضیق محاصرہ سے برآمد ہو کر بیخوف و خطر نہایت دلیری سے متردد تھا سدراہ مثل مار دم بریدہ برخود پیچیدہ ہوا جو مسلمان اُسکے ہاتھ آیا اُسے قتل کیا اور بہت اہل اسلام اُسکے ہاتھ سے شہید ہوئے سلطان احمد شاہ اس سبب سے نہایت متاسف ہوا اور ہوشنگ شاہ کے اہل و عیال

کو بہت اعزاز و اکرام سے لایا تسکین و تشفی دیکر جاے بجوڑ مین بٹھایا اور خلعت و انعام دیکر مردم معتبر اور چند خواجہ سرا
ہمراہ کرکے مالوہ کیطرف روانہ کیا اور نرسنگہ اپنے بیٹون کو لیکر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا اور سلطان کو کھیرلہ مین
لیجا کر ضیافتون مین مشغول ہوا اور پیشکشہاے لائق گذرانی از انجملہ ایک مین الماس اور یاقوت اور مروارید عدن تھا اور
سردارون اور نامدارون کی بھی خدمت لاے لائقہ کے لوازم تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور بادشاہ کی
مشایعت مین باتفاق فرزندان قصبہ ماہور تک آیا اور مخلع اور معزز ہوکر وہان سے باخاطر شگفتہ اپنے شہر کیطرف آیا
اور تاریخ مالوہ مین مسطور ہے کہ سلطان احمد شاہ جب عازم تسخیر کھیرلہ ہوا اور راے کھیرلہ نے ہوشنگ شاہ سے مدد طلب کی
لہذا اس معاملہ پر آن دونون بادشاہ کے درمیان جنگ ہوئی واللہ اعلم بالصواب اور سلطان شاہ اسی یورش مین جب
حصار بیدر کے حوالی مین پہونچا عزم شکار مین معہ فرزندان و مقربان لشکر سے جدا ہوکر مانند فلک دوانیکیا ہوا
نظم بنالیدن درآمد طبلک باز ✤ درآمد مرغ صید افگن بہ پرواز ✤ زکیسو چتر باز ان سبکخیز ✤ بخون صید کردہ پنجہ
تیز ✤ وزان سوے دگر شاہین بہ پرواز ✤ ربودہ نقد جان از کبک و دراز ✤ اوس اثنا مین نظر خجستہ اثر اسکی ایک صحرا
پر جا پڑی کہ وسعت و خضرت مین گویا سپہر اخضر اور لطافت و صفا مین چشمۂ خور یا کوثر تھا اسکا صحن مین مثل بہشت
برین اقسام ریاحین سے آراستہ اور رنگ برنگ نباتات و گلہاے سے پیراستہ تھا اور ہر طرف اسکے سبزہ زار تھا باغ سے
زیادہ پربہار تھا چشمہاے سرد وصفیر مین روان تھے جانوران آبی از قسم مرغابی پران تھے کہین نیلگاے پہاڑی
ہرن چوکڑی بھرتے تھے اور کبھی پھولون کی مہک سے مست ہوکر گرتے تھے جانوران شام و سحر اسکی خاکپا مین طبلہ عنبر
کھولے ہوے اور ساز ان صبا و شمال اسکی ہواے فیض بخش مین نافہ مشک اذفر رکھے ہوے تھے نظم زہر سو چشمہ چون آب حیوان
چراغ لالہ ہر جانب فروزان ✤ شقایق رستہ و سبزہ دمیدہ ✤ نسیم صبح جیب گل دریدہ ✤ ناگاہ اس صحراے پر فضا مین ایک
لومڑی نظر آئی کہ مکر و فریب و خدع کے مکتب مین بیٹھکر شیطان کو درس دیتی تھی اور نیرنگ سازی اور شعبدہ بازی مین چرخ تو
کیا فلک شعبدہ باز کو بازی دیتی تھی فریب بہت صیادونکا دیکھکر کبھی اپنے تئین بطمع خام گرفتار دام نہ کیا نظم
روبہکے چست و دغا پیشہ بود ✤ مایۂ تمغا چہ آن پیشہ بود ✤ لعبت و بازیگر صحرا و دہ ✤ زرد و گکان بردہ ببازی گرہ ✤ ہم
وحوا الفغان بود از وے ✤ ہم سگ دہ لغرہ زنان بود از وے ✤ در رہ جستن شدہ از وہم گم ✤ سحر فلک رفتہ بجاروب دم ✤ القصہ وہ
حیلہ گر دغا پیشہ صحرا و بیشہ مین رہا کرتی تھی اور نشاط و انبساط سے جست کرتی تھی اور چھپتی تھی اور لطائف الحیل سے اپکو سگان تیز دندان
کی نظر سے پوشیدہ رکھتی تھی اندنونمین سلطان احمد شاہ نے تفریح کیواسطے حکم فرمایا کہ چیتے و سگان تیز چنگال اس محتال
کے دنبال چھوڑین تو اس صحراے پر فضا اور رونق پر بہار مین کہ نہایت وسیع اور ہموار ہے حیلہ گری نیرنگ سازی سے ابتہاج
و سرور حاصل ہووے میر شکار نے وہ چند تازی شیر صولت اسکے تعاقب مین چھوڑے اور لومڑی کی جو مین اپنے پر نظر پڑی شعبدہ بازی
کرکے ہرچند چاہا کہ بحیلہ و نیرنگ انکے چنگل و دندان سے اپکو رہا کرکے کسی سوراخ مین درآوے میسر نہوا اور جب کتون نے جولا نہ
مین سبقت کرکے چاہا کہ اس تک آپکو پہونچا دین عاجز ہوکر اس بیت پر عمل کیا بیت وقت ضرورت چو نماند گریز ✤ دست
بگیرد سر شمشیر تیز ✤ بعزم ستیز رو آور پلٹ کر تازیون پر حملہ آور ہوئی اور شہریار گردون وقار انگشت دانتون مین لیکر اسکی
جرات سے حیران ہوا اور اسکے خاطر ملکوت ناظر مین یہ خطرہ گذرا کہ یہ امر اس سرزمین جنت نزمین کی آب و ہوا کی تاثیر سے
ہے مناسب یہ ہے کہ اس مقام کو شہ نشین کرکے دار الملک گردانون پھر اپنا مافی الضمیر مقربان درگاہ اور بزرگان بارگاہ سے ظاہر

کیا نظم شہنشہ بہ پیران سخن برکشاد ٭ کہ انیک برو بوم فرخ نہاد ٭ بسازم من اینجا یکے خوب جاے ٭ کہ باشد فلک
مرا رہنماے ٭ برآرم یکے قلعہ از سنگ لاخ ٭ بود اندرش باغ و ایوان کاخ ٭ گلستان کے برفرازم چو ماہ ٭ جہان کو بود
خور و ماج وگاہ ٭ یکے شہر سازم بدینجاے من ٭ کہ چہرہ بماند در انجمن ٭ القصہ سبھون نے زبان بدعا وثنا کھولی اور یہ
بیت پڑہی بیت ای شہنشاہ مبارک روکہ حاصل میکنند ٭ اختران آسمان از طلعت نیک اختری ٭ جو کچھ خاطر اقدس مین
گذرے مصدر انوار ربانی اور مورد الہامات غیبی ہی یہ تو ڈال ہی صلاح دولت ابد پیوند ہی کسواسطے کہ یہ مکان مملکت
دکن کے وسط حقیقی مین واقع ہوا ہی اور آب و ہوا مین یہان کی بہتر اماکن ہندوستان سے ہی اور مسوّدان اوراق کا کہتا ہی کہ مین
نے بلاد معظم ہندوستان کو دیکھا لطافت وخوبی مین مانند اس مملکت کے نظر نہ آیا زمین اسکی شنجرف سودہ کی طرح سرخ
ہی اور ایام برسات مین کہ خوبترین فصلہاے ہندوستان سے ہی کیچڑ مطلق نہین ہوتی ہی کسواسطے کہ اطراف شہر مین دس
فرسخ تک جو اکثر زمین سرخ ہی اور چسپیدگی نہین رکھتی سیر وشکار کیوقت ساون بھادون مین نہ گھوڑا تشویش کھینچتا ہی
نہ آدمی گھوڑونکا سم اور آدمیون کا قدم گل آلودہ نہین ہوتا کیچڑ کا چھینٹا سر تک نہین پہونچتا پاؤن نہین پھسلتا ہاتھ مین چھتریان
اور پائنچا چڑھانیکی نوبت نہین آتی ادھر مینہ برسا ادھر پانی جابجا بہ گیا شہر کا گلی کوچہ صاف رہگیا اور علاوہ اسکے تکلیف
ہی کہ جامہ اور بدن سرخ نہین ہوتا اور اکثر میوہ خراسان اور عراق کا وہان پیدا ہوتا ہی اور خواجہ محمود گاوان الخاطب بخواجہ
جہان نے زعفران اور امرود اور قسم قسم کے انگور اُس زمین سے حاصل کیے مگر اسوقت مین کوئی مالک مربی نہین رکھتی
اور نشیمن گاہ شاہان صاحب اقتدار نہین ہی لیکن وہ سرزمین اتبک پر میوہ تر دیگر مقامون سے ہی القصہ جب کان
صاحبقران ارادہ سلطان سے واقف ہوئے نجومیون اور اختر شناسون کو بلایا اور تحقیق فرمایا کہ حصار بیدر
کے نزدیک شہر احداث کرنا اور دارالخلافت بنانا بحسب اجرام علوی اور سفلی کیا صورت رکھتا ہی نظم ز اختر شناسان
بہ پرسید شاہ ٭ کہ گر سازم اینجا یکے جایگاہ ٭ از و فرخم بساماں بود ٭ و با کار باخنگ سازان بود ٭ بگفتند یکسر شاہ
گزین ٭ کہ خوب ست و فرخندہ انجام این ٭ جب نجومیون نے یہ مژدہ جانبخش سنایا مہندسان اقلیدس شعار
اور طراحان مانی آثار بلکہ ہر ایک علم ریاضی اور ہندسہ مین بقراط ستراط جالینوس زمان تھے اور سرا کمیہ اعصار
اور اقطار سے سر رشتہ ثریا نظیر کے سلک مین منسلک اور منتظم ہوئے تھے کلک بصارت سے صورت شہر و عمارت
کو لوح مہارت پر لکھا اور سلطان کے سمع مبارک مین پہونچایا کہ جس ساعت مین کیوان بلند ایوان نے اپنے
بیت الشرف کو مشرف کیا تھا اور ناہید عشرت گستر برج ثور مین جلوہ گر اور قمر سریع السیر فلک برج اسد مین کہ
خورشید کا آشیانہ ہی اپنی منزل گاہ کیے ہوئے اور مشتری سعادت اثر اپنے جلوہ گاہ مین زحل اقامت ڈالے
ہوئے تھی بناے شہر اختیار کی اور ہزارہا روپیہ صرف کرکے کاریگر ایک سے ایک جلد دست بہتر اور معمار دانشور ہنرور
تلاش کرکے آئے وہ اپنے کام مین مشغول ہوئے اس مقام مین کہ قدیم الایام سے حصار بیدر تھا دارالامارہ خاطر خواہ
تیار کی اور تھوڑے عرصہ مین محل شاہانہ اور منازل خسروانہ تعمیر کیے پھر امرا اور اعیان درگاہ اور تمام سپاہ نے
دور عمارت شاہی مین طرح منازل و مساکن ڈالکر اُس شہر کا نام آباد بیدر موسوم کیا اور کتب ہند کہ اس سے پانچہزار
سال پیشتر تصنیف ہوئی اُس مین لکھا ہی کہ قدیم الایام مین شہر بیدر راجایان دکن کا تختگاہ تھا اور بھوراے کہ اُس شہر
تخت پر جلوس کرتا تھا مملکت مرہٹ اور تلنگ اُسکے زیرنگین رہتی تھی اور راجہ بھیم سین جو نہایت عادل اور

عاقل و شجاع اور سخی تھا اور شہریار کے رایان مشہور سے ہے اور راجہ نل شاہ مالوہی غائبانہ راجہ بھیم سین کی دختر پر
کہ دمن نام رکھتی تھی عاشق ہوا اور انکی عاشقی اور معشوقی کا قصہ ہندوستان مین معروف ہے اور شیخ فیضی شاعر نے
جلال الدین محمد اکبر شاہ کے حکم کے بموجب انکی داستان سلک نظم مین منتظم کرکے اُسکا نام نل دمن رکھا اگر کسی کو رغبت
اُنکے عشق و محبت کے اطلاع کی ہووے اُس کتاب کو معائنہ کرے القصہ سالک مسالک طریقت شیخ آذری اسفرینی
کہ اُن دنون مین سلطان احمد شاہ کا ملازم رکاب تھا قصیدے مدح شاہ اور تعریف شہر و عمارات مین موزون کیے
اور بادشاہ کے ملاحظہ مین گذرانکر صلہ لائق اور فائق پایا اور سلطان کے حکم کے موافق بہمن نامہ کہنا شروع کیا جب
اس شہریار کی داستان انجام کی کتاب بادشاہ کے ملاحظہ مین درلایا اور ولایت کی رخصت طلب کی بادشاہ نے فرمایا
مجھے سید محمد گیسو دراز کی فوت سے ایک کلفت عظیم کا سامنا ہوا اور تیرا وصال رفع کرنے والا مواد غم والم ہے ایسا
نہ کر کہ تیرے فراق مین مبتلا ہون شیخ نے جب اس قسم کے التفات سلطان سے معائنہ کی ہندوستان کی سکونت
اختیار کرکے اپنے فرزندون کو ولایت سے طلب کیا چنانچہ اُن دنون مین قصر دارالامارۃ بخوبی تمام تیار ہوا اور شیخ نے
یہ ابیات موزون کین **ابیات** حبذا قصر مشید کہ ز فرط عظمت ٭ آسمان شدہ از پایۂ این درگاہ ہست ٭ آسمان ہم
نتوان گفت کہ ترک ادب است ٭ قصر سلطان جہان احمد بہمن شاہ ہست ٭ اور ملا شرف الدین مازندرانی نے کہ شاہ
نعمت اللہ کے مریدان اور خوشنویسی مین معروف و مشہور جہان تھے ان بیتون کو بخط جلی لکھکر سنگتراشان تلنگی کو جو تقلید مین
سحر آفرین تھے حوالہ کین انھون نے اُسکو سنگ نفیس و کلان پر کندہ کرکے دروازہ پر چسپان کیا ایکدن سلطان کی نظر اسپر پڑی
شہزادہ علاءالدین سے پوچھا کہ یہ کسکے اشعار ہین عرض کی شیخ آذری کے نتایج طبع سے ہین شاہ محظوظ ہوا شہزادہ نے
فرصت اور عرض کا موقعہ پاکر گذارش کی کہ شیخ بمقتضائے حب الوطن من الایمان کے ارادہ روانگی ولایت رکھتا ہے اور
کہتا ہے کہ حضرت اگر رخصت عطا فرماوین تو اکبر کا اضعف ثواب جو مجھے نصیب ہوا ہے پیشکش کرونگا بادشاہ اس امر سے
زیادہ تر شگفتہ ہوا اُسی وقت شیخ کے احضار کا حکم دیا شیخ بعد حصول شرف ملازمت مقبول طبع شاہ ہوا اور شاہ نے
خزانچی سے چالیس ہزار روپیہ منگوا کر شیخ کے روبرو رکھے شیخ کی جب نظر اُس زر خطیر پر پڑی بادشاہ سے کہا لاتحل عطایا کم
الا مطایا کم بادشاہ یہ جملہ سنکر متبسم ہوا اور فرمایا کہ بیس ہزار روپیہ خرچ راہ اور وجہ کرایہ کیواسطے حاضر کرو اور جو ساعت
نیک پہنچی تھی اُسی مجلس مین خلعت خاصہ اور پانچ غلام ہندی عطا فرماکر رخصت معاودت ولایت ارزانی رکھی
اور گویا یہ رباعی اُسی شاہ کی شان مین کسی شاعر نے موزون کی ہے **رباعی** صواب کردکہ پیدا نکرد ہر دو جہان ٭ یگانہ
داور داور ویے نظیر و بیجال ٭ وگرنہ ہر دو بہ بخشیدی او بوقت کرم ٭ امید بندہ نماندی بایزد متعال ٭ اور شیخ آذری
نے جو کہ رخصت کیوقت بادشاہ کے حضور مین عہد کیا تھا کہ مادام الحیات بہمن نامہ کے لکھنے مین مصروف رہونگا
اسواسطے جبتک خراسان مین زندہ رہا اکثر اوقات شریف بہمن نامہ کی تالیف مین صرف کرتا تھا اور سال
بسال کے عرصہ مین جو کچھ نظم ہوتا تھا اُسے دارالخلافت دکن مین بھیجتا تھا القصہ بہمن نامہ داستان ہمایون شاہ
بہمنی تک شیخ کے نتایج فکر سے ہے اور اُسکے بعد ملا نظیری اور ملا سامعی اور بھی شعرا نے دولت بہمنیہ کے انقراض تک
ہر ایک نے جو کہ توفیق پائی داستان اور حکایات شاہان دیگر کو لاحق کرکے سلک نظم مین کھینچا ملحقات بہمن نامہ شیخ آذری
کیا بلکہ بعضے بے انصافون نے اکثر ابیات خطبہ کو تغیر دیکر وہ تمام کتاب اپنے نام تیار کی ہے یہ خلاف رتبہ شعرا سے

بہمن نامہ

بہمن نامہ

جان سکتے ہیں کہ وہ تمام کتاب ایک شاعر سے نہیں ہے اور جب کلام اس مقام میں پہونچا لازم ہوا کہ کچھ احوال شیخ آذری کا اس کتاب میں ثبت اور درج کرے وہ یہ ہے کہ وہ مشاہیر شعراے اپنے زمانے سے تھا جودت فہم وجودت ذکا میں شہرت رکھتا تھا چنانچہ ایک وقت باتفاق شیخ صدر الدین رواس مشہد مقدس رضویہ علیٰ مشرفہ آلاف الثناء والتحیہ میں الغ بیگ میرزا کی ملاقات کو گیا میرزا نے اول شیخ صدر الدین سے پوچھا کہ آپ رواس ہیں یا روث شناء ہیں شیخ نے جواب دیا میں رواس ہوں میرزا نے فرمایا کہ آپ وہ بھی نہیں ہیں کسواسطے کہ رواس کلام عرب میں نہیں آیا اسکے بعد شیخ آذری سے استفسار کیا کہ آذری تخلص رکھنے کا کیا باعث ہے شیخ نے کہا فقیر ماہ آذر میں متولد ہوا تھا اسواسطے آذری تخلص کیا ہے میرزا نے فرمایا تم شاعر نہیں ہو وہ آذر بضم ذال ہے نہ فتح شیخ نے بدیہہ جواب دیا کہ ذال لاہ آذر نے بہت برس ذال خواری میں گذرانی اور پشت اسکی دوتا ہوئی اور ساتھ اسکے نزدیک ہوا تھا کہ ذکر اسکی پشت کا واقع ہووے لیکن مقام شعور اور ادراک میں آکر قائم ہوا اور شہرہ اسکی سب ہی ہوئی میرزا طبع بلند خوشوقت ہو کر شیخ کی صحبت غنیمت سمجھا اور انعام وافر عطا فرما کر مشتاق اسکی مصاحبت کا ہوا اور شیخ سن کہولیت میں درویشی طریق کیطرف مائل ہوا اسفرائن سے حجاز گیا اور حج اکبر اور طواف روضہ منور خیر الانام علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام کرکے عنان عزیمت ہندوستان کیطرف منعطف کی اور سلطان احمد شاہ بہمنی کی خدمت میں پہونچکر قصائد غرا کہے اور انعام وافر اور تشریفات فاخرہ سے مالا مال ہو کر بخطاب ملک شعرائے مخاطب ہوا جب ایک مدت کے بعد حب وطن اسے جوش وخروش میں لائی پھر شہزادہ علاء الدین کے مساعی جمیلہ اور امداد موفورہ سے خراسان کیطرف مراجعت کی اور رخصت کے وقت یہ بیت کہی **بیت** من ترک ہند وجنبہ وچیپال گفتہ ام ٭ باو بروت چونہ بیک جونمی خرم ٭ اور شیخ دکن سے جب اسفرائن پہونچا اس حدود میں خیرات ومبرات بہت کرکے بقاع ورباط حسب استطاعت تیار کیے اور طاعات وعبادات کی بجاآوری میں مشغول ہوا اور ۸۶۶ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری میں رحمت ایزدی واصل ہوا یعنے اس سراے فانی سے کوچ کرکے دار البقا کی راہ لی اور یہ غزل اسی کے نتائج افکار سے یادگار ہے **غزل** بہ مجلسی کہ درو گنج کبریا بخشند ٭ ہزار افسر شاہی بیک گدا بخشند ٭ دلا بمیکدہا روز وشب گدائی کن ٭ بود کہ در دکیشان جرعہ بما بخشند ٭ شدیم پیر بعصیان چشم آن داریم ٭ کہ جرم ما بجوانان پارسا بخشند ٭ غلام ہمت آن عارفان باکرم ٭ کہ یک صواب بہ بینند وصد خطا بخشند ٭ بکوے میکدہ از مفلسی چہ غم داریم ٭ کہ ساقیان ہمہ جام جہان نما بخشند ٭ بہ نیم ساعت ہجر **آذری** نمی ارزد ٭ ہزار سال گرش در جہان بقا بخشند ٭ القصہ سلطان احمد شاہ نے عاقبت بینی کرکے شاہ مالوہ کی خواہش کے موافق داعیہ کیا کہ نصیر خان حاکم مالوہ جو اسیر کا حاکم تھا اور اپنے تئیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے منسوب کرتا تھا چاہا کہ اسکی بیٹی شمشاد قامت لالہ رخسار کی اپنے شہزادہ علاء الدین کیواسطے خواستگاری کرے پھر عزیز خان نامے کو جو مقربوں سے تھا نصیر خان کے پاس بھیجکر طالب پیوند ہوا اور وہ ہمیشہ شاہان گجرات سے متزلزل خاطر ہو کر یہ خوف رکھتا تھا کہ مبادا ولایت خاندیس کو میرے تصرف سے برآوردہ کریں سلطان احمد بہمنی کے ارادہ کو ایک نعمت شگرف تصور کرکے برضا ورغبت پیغام قبول کیا اور جشن عظیم اور طوی بزرگ ترتیب دیکر بطریق شاہان روزگار بعد فراغ رسم شادی اپنی بیٹی مع سازوسامان واسباب نقد وجنس وکنیزان حوربیکر وغلامان زرین کمر جہیز میں دیکر دار الخلافت احمد آباد بیدر کیطرف روانہ کیا اور اس بار سے سبکدوشی اور تعلق سے آزادی حاصل کی سلطان

شادی

احمد شاہ نے اس عروس کو ایک باغ مین جو شہر کے کنارے تھا ایک بارہ دری عالیشان مین فروکش کیا اور شہر مین آئینہ بندی کرکے دو مہینے تک لوازم جشن و طوی قائم رکھا اور ایسی ساعت مین کہ شناسندگان علوی و سفلی نے تجویز کی تھی اُس زُہرہ جبین گوہر درج عصمت بحر شرافت کو شہر مین لاکر شاہزادۂ مشتری خصائل کے ساتھ ہمقران کیا اور اس جشن کے بعد سلطان احمد شاہ نے چند ممالک اپنے فرزندون پر تقسیم کیے ولایت رام گر اور ماہور اور کلم مع بعضے ممالک برار سے شاہزادہ محمود خان کے سپرد کرکے اُسطرف روانہ کیا اور شاہزادۂ داؤد خان کو اثاثہ شاہی دیکر اور امراے قدیمی معتبر اُسکے ہمراہ کرکے تلنگ کی حکومت عنایت فرمائی اور رخصت کیا اور شاہزادۂ علاءالدین والاشان کو کہ خلف الصدق تھا ولیعہد کرکے اُسکے چھوٹے بھائی شاہزادۂ محمد خان کو سب شاہزادون سے چھوٹا تھا اُسے بھی شریک شاہی کیا اور موافقت اور عدم مخالفت کے بارہ مین بھائیون سے قسم لی اور وہ کام جو کبھی پیش نہین جاتا ہی اُسکے انجام مین مصروف ہوا اور خلف حسن بصری ملک التجار کو دو ہزاری کرکے دولت آباد کا سپہسالار کیا اور اواخر ۸۳۳ھ آٹھ سو تینتیس ہجری مین اُسے باعظمت و شوکت تمام اُسطرف روانہ کیا اور حکم فرمایا کہ کوکن زمین کو جو دریاے عمان کے سواحل پر واقع ہی باغی اور طاغی کے خار وجود سے صفا اور پاک کرے اور اُن راجاؤن کو کہ قدم اپنے اندازہ سے باہر رکھکر مصدر فساد ہوے ہین قلعہ اور قمع کرے اور خلف حسن بصری ملک التجار سلطان احمد شاہ کے حکم کے موافق کاربند ہوا اور اقبال عدو مال سلطانی کی برکت سے تھوڑے عرصہ مین جمیع متمردون اور مفسدون کو بانواع رأی علاج کرکے مملکت کو غل و غش سے بری کیا اور اُسکے گرد و نواح مین جتنے قلعے اور تعلقہ مکان مسکن سرکشان تھے سب فتح کیے اور کئی زنجیر فیلون پربار کرکے بارگاہ مین ارسال کیا سلطان احمد شاہ نے مسرور ہوکر خلعت خاصہ کمربند و شمشیر مرصع اور بھی عنایات سے کہ اس سے بیشتر کوئی ملازم اُس خاندان کا اس قسم کے الطاف و نوازش سے ممتاز ہوا تھا سرفراز فرمایا اور خلف حسن بصری نے وفور اخلاص و اعتقاد کے اظہار کیواسطے جزیرہ مہایم کو جو شاہان گجرات کے ضبط مین تھا مفتوح کیا اور باب فتنہ جو مدت سے بند تھا کھولا اور سلطان احمد شاہ گجراتی نے یہ خبر سنکر اپنے فرزند ظفر خان کو بالشکر گجرات بہ قصد استرداد جزیرہ مہایم مقرر فرمایا اور شاہ دکن نے بھی اپنے شاہزادہ علاءالدین کو خلف حسن بصری کی مدد کیواسطے تعین کیا چنانچہ دونون شاہزادے خلیج کے کنارے کہ ولایت مہایم مین ہی فروکش ہوئے دونون مین کوئی جرأت عبور نہ کرتا تھا جب مدت مقابلہ کی دراز ہوئی شہزادۂ علاءالدین آب و ہواے کوکن کی بےاعتدالی سے علیل ہوکر چند منزل سے پلٹ آیا اور شاہزادہ ظفر خان فرصت پاکر خلف حسن بصری سے ہم مصاف ہوا جنگ عظیم ہوئی فی الجملہ دونون طرف کے بہادران صف شکن کہ ہمیشہ مشتاق جنگ یکدیگر تھے اور قرب وجوار کے سبب ایک دوسرے کو خیال مین نہین لاتا تھا اپنی شوکت دکھاتا تھا کہ آج زمانہ لڑائی اور طالع آزمائی کا ہی اپنا جوہر ذاتی دکھاسیے کہ نام صفحۂ روزگار پر یادگار رہے اوس روز ہزارہا جوان سرمیدان مردانگی اور جوانمردی کرکے ایسے لڑے کہ بہت سے گھوڑے خالی ہوگئے اور دو ہزار مرد نے نقد جان دی راہ عدم لی اور اسی دار وگیر مین خلف حسن بصری کا بھائی حسین بن حسن کہ سردار عمدہ تھا گجراتیون مین دستگیر ہوا اور دو سردار دکنی ضرب تیر سے مقتول ہوئے اُنکے مرتے ہی سپاہ دکن کو شکست نصیب ہوئی مال و اسباب ساز و سلاح اسپ و فیل بیشمار گجراتیون کے تصرف مین آیا اور تاریخ محمود شاہی مین نظر سے گذرا کہ شاہزادہ علاءالدین نے بھی اُس معرکہ مین حملہ ہاے مردانہ کیے لیکن جو فتح کوشش سے میسر نہین ہوئی مجروح اور خستہ

وخستہ ہوکر خلف حسن بصری کے ہمراہ منہزم ہوا جب یہ خبر حیرت اثر سلطان احمد شاہ کے گوش زد ہوئی آتش خشم و غضب
کا نون سینہ میں مشتعل ہوئی شدت سے حزین و ملول ہوا جابجا فوج کو نامے لکھے اور لشکر کثیر و جم غفیر فراہم کر کے گجرات کیطرف
متوجہ ہوا اور جب سلطان احمد شاہ اپنے ممالک سے سپاہ جمع کر کے مقابلہ کیواسطے گرم عنان ہوا دکنیون نے
قلعہ بیسول کو کہ سلطان احمد شاہ گجراتی کے متعلقون کے تعلق اور تصرف مین تھا محاصرہ کیا جب سلطان احمد شاہ بجز
بعظمت و استیلاے تمام اُس نواح مین پہونچا سلطان بہمن نژاد نے محاصرہ سے دست کش ہوکر پیشقدمی کی اور مدت
مدید ایک دوسرے کے مقابل خیمہ و خرگاہ برپا کر کے جنگ مین سبقت نہ کرتے تھے یہانتک کہ طرفین کے علماء و فضلاء نے بیچ [علماء]
درمیان آکر نائرہ منازعت کو آب زلال مواعظت سے بجھایا اور یہ مقرر ہوا کہ قدیم الایام سے جو قلعے اور پرگنے تمھارے
زیر نگین اور تصرف مین رہے ہین اُسپر اکتفا کرو اور ایک دوسرے کی ملک لینے کی طمع نہ کرو صلح پر راضی ہو فراموش
حال ماضی ہوا اور تاریخ الفی مین مذکور ہو کہ سلطان شاہ بہمنی گجراتیون کی فکر مین اور دکنیون کی شکست سے کہ جزیرہ مہائم [تاریخ الفی]
مین کھائی تھی مار دم بریدہ کیطرح پیچ و تاب کرتا تھا یہانتک کہ سنہ آٹھ سو ستیس ہجری مین خبر پہونچی کہ محمود خان لدھا
گجرات کسی تقریب کے سبب ولایت دربار مین مقام رکھتا ہو سلطان بہمن نژاد فرصت غنیمت جانکر اوسپر فوج کشی ہوا
اور کوچ متواتر سے اُس حدود مین پہونچا اور جب سلطان احمد شاہ گجراتی بھی بطور تاخت متوجہ ہوا دکنیون نے
صلاح مراجعت مین دیکھی اور چار منزل سے پلٹ آئے اور گجراتیون نے بھی معاودت کی عزیمت کی اور آب تاپی کے
کنارے فروکش ہوئے اور جاسوسون اور مخبرون نے دوبارہ جاکر خبر پہونچائی کہ دکنیون نے خود آکے قلعہ بیسول
کو محاصرہ کیا ہو گجراتی بھی پلٹ کر قلعہ بیسول کیطرف متوجہ ہوئے دونون لشکر ایک دوسرے سے مقابل ہوکر ابتدائی دن
صبح سے شام تک جنگ مین مصروف رہے جب انجام ہوا شام ہو گئی لڑائی صبح پر موقوف رہی اُسی شب کو جو کہ دونون حاکم
ایلچی طلب تھے بغیر اسکے کہ حرف مصالحہ درمیان مین آوے کوچ کر کے اپنے ممالک کیطرف متوجہ ہوئے اور بعضے مورخین نے قلعہ
بیسول کو دوسرے طریق سے نقل کیا ہو اسیواسطے احتراز کر کے مشہور پر اختصار کیا اور سنہ مذکور مین حصار ارک احمد آباد
بیدر کہ گچ و سنگ سے تعمیر کرتے تھے انجام کو پہونچا سلطان لوازم شکر بجا لایا اور اسی سال شیر خان نے اپنے بھانجے کو
کہ جسکی ہدایت سے سلطان فیروز شاہ کو شدت مرض مین گلا گھونٹ کر ہلاک کیا تھا اُسکے وجود کو سبب عدم حصول
سلطنت اپنے فرزندون کی نسبت جانتا تھا ایک گناہ مین مواخذہ کر کے قتل کیا اور سنہ آٹھ سو سینتیس ہجری مین ہوشنگ شاہ
مالوہی نے اُس خلاف کے سبب جو درمیان دکنیون اور گجراتیون کے ظاہر ہوا تھا فرصت پاکر ولایت نرسنگھ پر لشکر کھینچا اور
نرسنگھ لڑائی مین مارا گیا قلعہ کھرلہ ہوشنگ شاہ مالوہی کے تصرف مین آیا اور جب سلطان احمد شاہ اسطرف لشکر کش
ہوا نصیر خان والی اسیر مانع آیا اور اُسنے نہ چاہا کہ دونون بادشاہون مین گفتگو بڑھے نوبت بہ نیزہ و شمشیر و گرز و تیر
آئے بندگان خدا کی مفت مین جان جائے اور بعد گفت و شنود بسیار مقرر ہوا کہ قلعہ کھرلہ ہوشنگ شاہ مالوہی اور
اور ملک برار سلطان احمد شاہ بہمنی کے مدام قبضہ قدرت مین رہے اس نہج پر دونون شاہون کے درمیان مین عہد
و پیمان موکدہ لیکر اور سوگند مغلظہ دیکر ہر ایک کو دار الامارۃ کیطرف رخصت کیا اور اُسکے چند روز مین سلطان
احمد شاہ نے ممالک تلنگ مین جاکر بعضے زمینداروں کو کہ شاہزادہ داؤد خان سے سرکشی کرتے تھے قتل کر کے
مراجعت فرمائی اور قریب ایک منزل احمد آباد بیدر مین پہونچکر ناظر الدین گربلائی کو کہ سلطان احمد شاہ نے پیغمبر آخر الزمان کو خواب مین

اُسکی صورت مین دیکھا تھا اور شیخ آذری نے اُسکی سفارش لکھی تھی پانچ روپیہ خاصہ سے اُسکو دیے اور قریب تیس ہزار روپیہ کے
اور سادات کربلاے معلے علے مشرفہا الاف التحیۃ والثنا کے واسطے اُسکے ہاتھ ارسال کیے اور اُسی روز اُسکا گذر
ایک مقام مین پڑا کہ شیر ملک اُس مقام مین اپنے خاصون سے بیٹھا تھا سید نے چاہا کہ گھوڑے پر سوار اُسکے سامنے سے
گذرے شیر ملک کہ امراے نامدار سے تھا یہ ادا سید کی اُسے نہایت ناگوار و دشوار ہوئی فرمایا کہ سید کو خانہ زین سے
کھینچ لیں سید غضبناک ہوکر سلطان کے پاس گیے اور شیر ملک کی بے ادبی گذارش کی سلطان نے دلاسا دیکر فرمایا کہ خدا
و رسول کے حوالے کر کہ سزا اُسکی دیگا اور جب موکب شاہی احمدآباد بیدر مین پہونچا ایکدن تخت پر اجلاس کرکے سرکار امرا
کو مخلع کرکے جاگیر کی طرف رخصت کیا شیر ملک اُسکے روبرو آیا اور وہ بے ادبی کہ سید کربلائی سے کی تھی اُسے یاد آئی سلطان
نے فیل قصاب نام کو طلب کرکے شیر ملک کو اسکے پانون کی نیچے ڈالکر پامال کیا نظم ندیدے کس از خویش و از اجنبی
گرامی تر از اہل بیت نبی ۞ بجان معتقد بود سادات را ۞ جہان اہل تقوے و طاعات را ۞ یقینش قوی بود و دینش درست
بجز دادگر یاری از کس نجست ۞ اور جب بارہ برس اور دو مہینے اُسکی جہانداری کے منقضی ہوئے ماہ رجب کی
اٹھائیسوین تاریخ ۸۳۸ آٹھ سو اڑتیس ہجری مین اس جہان فانی سے رحلت کی کہتے ہین سلطان احمد شاہ بہمنی اپنے
عہد مین مشائخ اور درویشان صاحب حال سے خوب سلوک کرتا تھا اور ہمیشہ اس طائفہ کا طالب رہا اور انہی دنون مین
جب آوازہ ارشاد شاہ نعمت اللہ ولی کا اور مقامات و کرامات اُنکے عالمگیر ہوئے شیخ حبیب اللہ جنیدی کو جو اُنکے
خاندان کے مریدون سے تھے باتفاق میر شمس الدین قمی اور ایک جماعت اہل دل سے باتحف و ہدایاے وافرہ کرمان بھیجا تو
اُسنے وکالت سلطان مین دست ارادت اُس قطب زمان کے دامن مین مارکر التماس دعا کی اور شاہ نعمت اللہ
ولی نے اس جماعت کا اعزاز و اکرام کرکے ملا قطب الدین کرمانی کو ایک دانشمند ژندہ پوش تھا اور اُنکے
مریدون کے سلک مین انتظام رکھتا تھا دکن کیطرف روانہ کیا اور تاج سبز دوازدہ ترک صندوق مین رکھکر ملا قطب الدین کرمانی کے
سپرد کیا کہ امانت سلطان احمد شاہ بہمنی کی ہے اُسی پہونچانا اور جب ملا قطب الدین دکن مین آیا دور سے سلطان کی نظر اُسپر پڑی
بے اختیار فریاد بلند کی کہ وہی فقیر ہے جو خواب مین اُس دن اس درخت کے نیچے کہ مع لشکر سلطان فیروز شاہ سے مین جنگ
کرتا تھا تاج سبز دوازدہ ترک مجھے دیا تھا اور مین نے کیفیت اور چگونگی تاج کسی سے نہ کہی اگر اس قسم کا تاج اس کے
پاس ہے تعبیر اس خواب کی صحیح ہوگی جب ملا قطب الدین نے سلطان کے قریب جاکر سلام کیا اور شاہ نعمت اللہ ولی کیطرف سے
دعا دی اور کہا شاہ نے فرمایا ہے کہ فلان تاریخ سے ابتک اس تاج کو مین نے برسم امانت نگاہ رکھا تھا جو الہام کہ سبب
اُسکے بھیجنے کا ہو وقوع مین نہین آتا تھا اُسوقت تک امانتداری کی اب کہ شیخ حبیب اللہ جنیدی آیا اور ایک تقریب پیدا ہوئی
واجب ہوا کہ تمھاری امانت تمھارے پاس پہونچاؤن اور سلطان احمد شاہ سے منقول ہے کہ جسوقت ملا قطب الدین
کرمانی نے یہ تذکرہ کیا مین نے ایک حالت عجیب مشاہدہ کی اور سراپا حیرت ہوکر اپنے دلمین کہنے لگا کہ اگر یہ تاج سبز
دوازدہ ترک ہو جاے پھر شک نہ رہیگا ملا قطب الدین نے عالم کشف مین دریافت کرکے کہا کہ اے شاہ دغدغا اپنے
دلمین نہ لا کہ تاج سبز دوازدہ ترک ہے اور مین وہی شخص ہون کہ شاہ ولایت پناہ کے حکم کے موجب فلان روز عالم رویا مین آپکے
ملاحظہ مین آیا تھا پس مین بے اختیار اوٹھا اور اُسسے بغلگیر ہوا اور اپنے پہلو مین جگہ دیکر صندوق کھولا اور تاج کو بصفات مذکور
دیکھکر اپنے سر پر رکھا بیت شاہ در ہند و شیخ در ماہان ۞ تاج بخشی چنین کنند شہان ۞ اور جو شاہ نعمت اللہ ولی نے

اُس شہنشاہ کو اپنے دستی مکتوب مین اعظم الشان شہاب الدین احمد شاہ ولی لکھا تھا اسواسطے حکم کیا کہ منبرون پر فرمان اسی
عبارت سے میرے نام مذکور کرین اور اُسی سال خواجہ جمال الدین سمنانی اور سیف الدین آبادی کو نعمت اللہ شاہ ولی
کی خدمت مین بھیجکر التماس رسال ایک اولاد امجاد سے کی لیکن چونکہ آنجناب کا سواے ایک فرزند سوم شاہ خلیل اللہ کے
باغ زندگانی مین اور ثمرہ نتھا اُنکی جدائی اپنے اوپر شاق جانکر اپنے پوتے میر نور اللہ بن شاہ خلیل اللہ کو دکن کیطرف
روانہ فرمایا اور جب خبر اُنکے نزول کی بندرچول مین پہونچی سلطان نے خاص پالکی اُنکی سواری کیواسطے مع سید محمد صدر
میر ابوالقاسم جرجانی کی بھیجی اور جبکہ دارالخلافت کی اطراف مین پہونچے سلطان خود مع جمیع شاہزادہ امرا اُنکی پیشوائی کو تشریف لیگیا اور باعزاز
واکرام تمام شہر احمد آباد بیدر مین لایا اور جاے ملاقات مین قریہ اور مسجد تعمیر کرکے نعمت آباد نام رکھا اور میر نور اللہ کو ملک المشائخ
خطاب فرماکر جمیع مشائخ بلکہ اولاد امجاد سید محمد گیسو دراز کے مقدم بٹھایا اور اپنی ایک دختر اُنکی جو جمالہ نکاح مین لاکر اپنی
دامادی مین معزز اور مقرب کیا اور جب کاشف اسرار ازلی شاہ نعمت اللہ ولی ۸۳۴ سنہ آٹھسو چونتیس ہجری مین قریہ ماہان مین
ودیعت حیات سپرد کرکے حظائر قدس مین تشریف فرما ہوئے شاہ خلیل اللہ بھی مع مخدوم زادون شاہ حبیب اللہ
غازی اور شاہ محب اللہ کے دکن کی طرف رونق افزا ہوئے اور اسکے بعد شاہ حبیب اللہ نے سلطان احمد شاہ
کی دامادی مین اختصاص پایا شاہ محب اللہ بھی شاہزادہ علاء الدین کی دامادی سے معزز ہوئے اور شاہ خلیل اللہ مورد
انعام واحسان فراوان ہوکر دوستکام اور فائز المرام وطن مالوف کی طرف روانہ ہوئے اور بعضے کہتے ہین کہ نوبت
جانگی نہ آئی بلکہ خاک دامن گیر دکن مین فوت ہوئے اور اس وصلت کے سبب اولاد شاہ خلیل اللہ کی اعلی مراتب دنیوی پر
فائز ہوکر صاحب اعتبار ہوئی اور شاہ حبیب اللہ کہ امراکی سلک مین منتظم ہوئے تھے قصبہ بیر جاگیر پائی چنانچہ ایک خانقاہ
کہ اس قصبہ کے باہر ہے بعضون کا اعتقاد یہ ہے کہ اُسکے بھائی محب اللہ کے واسطے تیار ہوئی اور جو چند معرکون مین افواج
کفار پر تاخت کرکے جہاد اور غزا کیا تھا سلطان احمد شاہ سے لقب پایا اور سلطان احمد شاہ کے عہد معدلت مہد
مین ایک شخص باشندہ احمد آباد بیدر نے ایک کتا پالا تھا وفاداری اور حق شناسی مین مشہور و معروف تھا قضارا
ایک قضیہ اُسکے در پیش آیا وہ شخص نہایت محتاج ہوا اُس سگ وفادار کو ایک شخص کے پاس رہن رکھکر مقصد اپنا
حاصل کیا اور وہ مرتہن اُس کتے کو ہمراہ لیکر قصبہ گنجولی کی طرف روانہ ہوا لیکن اثنائے راہ مین ایک دشمن دوچار ہوا اور
فرصت پاکر تلوار کھینچکر دوچار زخم اُسکے منہ پر مارے اور اس خیال سے کہ کام اسکا تمام کرچکا صندوق نقود تمام راہی
ہوا سگ وفادار دور سے اس امر سے واقف ہوکر دوڑا اور پس و پیش دشمن حملہ کرکے جس طور سے ہوسکا بزخم دندان
و پنجہ شیری کہ رکھتا تھا اُسکو مارکر خاک مذلت پر ڈالا اور پلٹ کر مرتہن کے سرہانے آکر سونگھنے لگا اور ایک رمق جان اُسمین پایا
سر اُسکے پاؤن پر ملنے لگا ایسی حرکات کہ نہایت محزون وملال انسے ظاہر ہو ظہور مین پہونچائین اُس نے جب جانا کہ میرے
دشمن کو اسنے ہلاک کیا ہے کتے پر نہایت مہربان ہوا اور اپنے قریہ مین کہ وہان سے قریب تھا گیا لیکن زخمون کے اچھا
ہونے مین توقف کیا جب چند روز کے بعد اُسے معلوم ہوا کہ ان زخمون سے جانبر نہوگا اور حال روز بروز بدتر اور
متغیر ہوتا ہے اور قوت زائل ہوئی ہے اُسنے اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ لکھا کہ اس کتے نے مجھسے ایسی ایسی وفاداری اور جانفشانی
کی اور میرے دشمن کو میرے انتقام مین اسطرح سے ہلاک کیا جو حق ذمہ تیرے تھا مجھے پہونچا اور مجھے تیری نسبت کسی
طرح کا دعوے اور مطالبہ نہین ہے کتے کو برضا و رغبت مین نے رخصت کیا مناسب کہ اسے ہزار دوست سے

بہت جانکر اُسکے احوال سے غافل نہ رہے اور اس نوشتہ کو ایک کپڑے مین لپیٹ کر اُسکی گردن مین ڈال کر رخصت کیا اور کتا اپنے مالک کے پاس پہونچا لیکن اُسکی نظر جو ہین اُسپر پڑی آواز بلند اُسے گھڑک کر آثار قہر و غضب ظاہر کیے اور کفش اُٹھا کر ماری اور کہا کہ تو نے مجھے آدمیون مین بے اعتبار کیا اُس بے زبان نے بیتاب ہوکر فریاد کی اور زمین پر سر دھنکر مرگیا اُسکے مالک نے اُسکی گردن پر کچھ بندھا دیکھا اور کھولکر حقیقت حال پر مطلع ہوا اور اُسکے فوت پر نہایت متاسف ہوا اور اُسے شہر کے باہر مدفون کیا اور اُس روپیہ سے جو قرض لیے تھے ایک گنبد عالی اُسکی قبر پر تیار کیا اور اپنے پاس سے بھی مبالغ کثیر اُسمین صرف کیے وہ گنبد اب تک موجود ہے

تذکرہ سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی کے دارائی کا

جب سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی نے احمد آباد بیدر کے تخت پر جلاس کیا اپنے بھائی شاہزادہ محمد خان کی خاطر داری اور رعایت مین دریغ نفرما یا گھوڑے ہاتھی اور جاگیر خوب زر ریز عنایت فرمائی اور دلاور خان افغان کو کہ دولتخانہ کے امراسے تھا وکیل سلطنت اور خواجہ جہان استرآبادی کو وزیر کل کر کے امور مملکت مین قوی دست کیا اور عماد الملک غوری کو جو مرد کہن سال تھا اور عمر اپنی خدمت سلاطین بہمنیہ مین بدولت و حشمت بسر کی تھی امیر الامرا کر کے باتفاق شاہزادہ محمد خان و خواجہ جہان کو بشوکت و تجمل تمام کفار بیجانگر کے سر پر کہ پانچ برس کا خراج خزانہ عامرہ مین داخل نہ کیا تھا اور اُسکی بیخ و بنیاد مین دلیل بیجا اُٹھا تا تھا مقرر کیا اور یہ فوج سلطانی جب ولایت کنہرہ مین داخل ہوکر تاخت و تاراج مین مشغول ہوئی راے بیجانگر نے سراسیمہ اور مضطرب ہوکر اٹھائیس لاکھ ہون نقد اور دو سو گائنین رقاص و ہنرمند اور علاوہ اُسکے اور بھی چیزین عمدہ از نفیس شاہزادہ محمد خان کے پیشکش کے واسطے مع فوج روانہ کیا اور جب شاہزادہ قلعہ مدکل کے اطراف مین پہونچا بعضے فتنہ پردازان دکن نے کہ مشہور آفاق تھے اُسکی سمع مبارک مین پہونچایا کہ سلطان احمد شاہ نے آپ کو سلطنت مین شریک کیا ہے مناسب یہ ہے کہ سلطان علاء الدین شاہ ان دو امر سے ایک اختیار کرین یا آپ کو مسند فرمانروائی پر اپنے پہلو مین جلوہ گر کرین اور باتفاق امور سلطنت کو انجام دین یا ممالک محروسہ کے دو حصہ کر کے ایک پر آپ متصرف ہوکر اور دوسرا آپکے قبضہ مین واگذار کرین اب صلاح وقت یہ ہے کہ اسی جا مین آپ مقیم ہوکر نصف ملک کو اپنے قبضہ اقتدار مین لاوین شاہزادہ محمد خان نے فریب کھاکر عماد الملک غوری اور خواجہ جہان کو اپنے موافقت کے بارہ مین ترغیب بہت کی اور جب اُنھون نے اُسکے ارادے سے واقف ہوکر انکار کیا فتنہ انگیزون کی ہدایت سے دونون کو قتل کیا اور بیجانگر کے روپیہ سے قوی انپشت ہوکر فوج کثیر جمع کی مدکل اور رایچور اور شعلہ پور اور بلدرک کو ملازمان سلطانی کے قبضہ سے برآورد کیا اور سلطان علاء الدین عماد الملک غوری کے قتل سے نہایت محزون اور مغموم ہوا اور فرمایا وہ خدمت ہمارے باپ دادا کی بجالایا تھا اور وہ ہمارے بجائے جد بزرگ تھا اُس ایسے شخص کی ہلاکت نتیجہ خوب نہ بخشیگی یہ کہکر سر دفینون اور خزانون کا کھولا اور سامان فوج درست کر کے سرکش بھائی کی گوشمالی کی عزیمت کی اور دار الملک سے نہضت فرمائی اور ایسی حالت اُن دو برادر نامدار کامگار کے مابین واقع ہوئی کہ ترک جنگجوے فلک کا دل معرکہ کے مقتولون پر جلتا تھا اور اس کیفیت سے قتال و جدال کا سانحہ وقوع مین آیا کہ اُسکی شعلہ زنی نے خورشید آسمان کا چہرہ روشن کیا لیکن نسیم مراد نے گلشن فتح سے پرچم رایات سلطان علاء الدین شاہ پر جلوہ کیا چنانچہ اکثر اُن امراے جو مفسد اس فتنہ و فساد کے ہوئے تھے دستگیر ہوئے اور شاہزادہ محمد خان کوہ و دشت دور دست مین چند خواص خاص سے مفرور ہوا اور سلطان نے احمد آباد بیدر کی طرف مراجعت کی اور اس جماعت کی تقصیر معاف فرماکے